



This book is provided in digital form with the permission of the rightsholder as part of a Google project to make the world's books discoverable online.

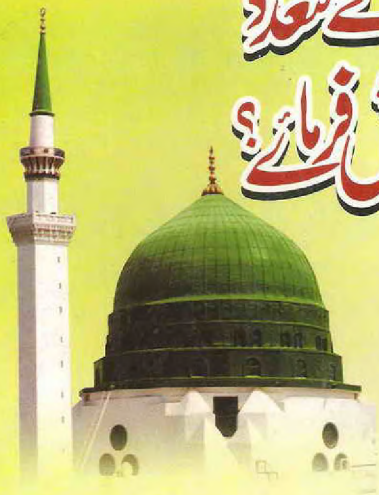
The rightsholder has graciously given you the freedom to download all pages of this book. No additional commercial or other uses have been granted.

Please note that all copyrights remain reserved.

About Google Books

Google's mission is to organize the world's information and to make it universally accessible and useful. Google Books helps readers discover the world's books while helping authors and publishers reach new audiences. You can search through the full text of this book on the web at <http://books.google.com/>

حضور ﷺ نے متعدد شکاح کیوں فرمائے؟



تصنیف
مفتی محمد سعید خان قادری
شیخ محمد سعید علی صابونی

کاروان اسلام پبلیکیشنز



الاءراء

اممات المؤمنین رضی اللہ عنہم

کی خدمت اقدس میں !

خادم اسلام
محمد خان قادری



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ابتدائیہ

اس کائنات میں سب سے پاکیزہ شخصیت اللہ تعالیٰ کے رسول اور نبی کی ہوتی ہے بلکہ جہاں جہاں کہیں ظاہر و باطن میں طہارت و پاکیزگی ہے وہ انہی کی تعلیم، حید و جہد اور ترویج کا نتیجہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے بارے میں یہ عقیدہ ہے کہ وہ معصوم ہوتے ہیں، ان کی زندگی ہر گناہ سے محفوظ و مامون ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی حفاظت کا اس قدر انتظام و اہتمام ہوتا ہے کہ وہ حالت نیند میں بھی غافل نہیں ہوتے ان کا خواب بھی وحی الہی ہی ہوتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب تمام رسولوں اور انبیاء کے سردار اور تاجدار ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پاکیزگی اور عصمت میں سب سے بلند ہونگے۔ لیکن اسلام کی مخالفت اور اس سے تعصب و جہالت کی وجہ سے بعض متشرعین کی طرف سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر ایسے ایسے الزامات اور الزامات لگائے گئے جنہیں انسان پڑھ سُن کر حیران ہی رہ جاتا ہے۔ مثلاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی نفس پرست تھی اور اسی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد نکاح کیے

تھے حالانکہ آپ پر ایسا طعن آپ کی ظاہری حیات میں کسی جانی دشمن نے بھی کیا، اور کچھ متشرعین نے بھی تسلیم کیا کہ ایسی کسی بات کا تعلق رسالتِ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس سے ہرگز نہیں،

آج مخالف اسلام قوتیں اس مسئلہ کو بڑے زور شور سے اٹھا رہی ہیں تاکہ لوگوں کے افکار کو اور سفرِ اسلام کے خلاف پرانہ کمر کے اسلام سے دور کیا جاسکے، چونکہ ہمارا کسی حوالہ سے بھی اسلام کا مطالعہ نہیں اس لئے پریشان و مرعوب ہو جاتے ہیں، ایسے اہم مسائل پر لکھنا امت مسلمہ کے اہل علم پر فرض اور قرص ہے بحمدِ اللہ ویتوفیقہ کاروانِ اسلام اور مرکز تحقیقات اسلامیہ نے اسلام اور پیغمبرِ اسلام کے خلاف اٹھائے جانے والے سوالات کے جوابات کے لئے کمر ہمت باندھی ہے

اپنے مقالہ کے ساتھ شیخ محمد علی صابونی استاذ جامعہ ام القریٰ کا ایک اہم مقالہ بھی شامل اشاعت کیا جا رہا ہے جس کا ترجمہ مولانا محمد عارف سعید ہمدانی نے کیا ہے اور ان کی یہ اولین کوشش ہے اور اس پر نظر ثانی مولانا غلام نصیر الدین چشتی استاذ جامعہ نعیمیہ نے کی ہے۔

ہم نے اللہ اور اس کے رسول کی بارگاہ میں سرخروئی کے لئے یہ ایک ادنیٰ سی کوشش کی ہے قارئین سے گزارش ہے اسے پڑھیں اور اس کی اشاعت کا (خصوصاً انگلش زبان میں) زیادہ سے زیادہ اہتمام کریں۔
بندہ اس کی اشاعت کی اجازت ہر مسلمان کو دے رہا ہے، اگر ممکن ہو تو اشاعت کی کاپی بندہ کو ارسال کر دیں۔

خادمِ اسلام
محمد خان قادری

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حضور علیہ السلام کے تعدد و ازواج پر غیر مسلموں کا ایک ناگفتہ بہ الزام یہ ہے کہ (خاکم بدین) اس کا سبب نفسانی خواہش کا غلبہ تھا۔

حالانکہ ہر وہ ذی شعور منصف مزاج انسان جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کا مطالعہ کیا ہو وہ ایسی بات ہرگز نہیں کہہ سکتا بلکہ وہ یہ محسوس کرے گا کہ شاید اس سے بڑھ کر کائنات میں اور کون جھوٹ نہیں یہی وجہ ہے کہ بعض غیر مسلموں نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طہارت و پاکیزگی کی تصریح کی ہے اس لئے پہلے ہم ان شواہد کا ذکر کریں گے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی معصومیت و طہارت پر دال ہیں اور اس کے بعد متعدد نکاحوں کی حکمتوں اور مصلحتوں کا ذکر ہوگا۔

۱۔ یہ الزام بدترین دشمنوں نے بھی نہیں لگایا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس اپنے وقت کی معروف

تیریں شخصیت تھی آپ کا عربی و عجمی، دوست و دشمن، جاہل و متعلم، غرضیکہ ہر قسم کے لوگوں سے واسطہ تھا اگر اس غلبہ کا ادنیٰ سے ادنیٰ شائبہ بھی آپ کی شخصیت میں موجود ہوتا تو دشمنوں کو اس سے بہتر پروا کیسے کا اور کیا حربہ ہاتھ آسکتا تھا؟ انہوں نے آپ کو ساحر و شاعر کہا۔ مخبوں و مفتری کہا، خواہش مند اقتدار ہونے کا طعنے دیا اپنے دوستوں سے مل کر قرآن گھر کر لوگوں کے سامنے پیش کرنے والا کہا سارے الزام لگائے لیکن سخت سے سخت دشمن کو بھی آپ کی معصوم زندگی پر کوئی ایسا حرف زبان پر لانے کی جرات نہ ہوئی جس کا تعلق (معاذ اللہ استغفر اللہ) جنسی و فحاشی جذبات کی بے راہ روی سے ہو۔ کیا یہ بات اس پر توں دلیل نہیں کہ دشمن بھی یہ محسوس کرتے تھے کہ اس شخصیت کا دامن اس نوعیت کی خواہش کے داعیہ تک سے بھی پاک ہے۔

۲۔ جوانی کے پچیس سال اور کمال عفت

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پچیس سال تجرد اور کمال عفت و پاکبازی سے گزارے اور پچیس سال کے بعد اگر نکاح بھی کیا تو ایک ایسی خاتون سے جو آپ سے پندرہ سال عمر میں بڑی یعنی چالیس سال کی تھی۔ جو پہلے دو شوہروں کی بیوی رہ چکی تھی اور صاحب اولاد بھی تھی اور یہ پیام نکاح بھی اس نے خود بھیجا تھا۔

پیغام کے الفاظ ملاحظہ کیجئے۔

انی قدر رغبت فیک لقرا
بتك منی وشرک فی قومك
میں آپ سے قربت داری، قوم
میں آپ کی شرافت، امانت، حسن

وامانتك عندھم وحسن
خلقك وصدق حديثك
اخلاق اور سچائی کی وجہ سے
رغبت رکھتی ہوں

۳۔ پچیس سال اور ایک خاتون

آپ نے پچاس سال کی عمر تک (پورے پچیس سال) اسی ایک بڑھی صاحب اولاد اور گزشتہ دو شوہروں سے نباہ کرنے والی خاتون کی رفاقت پر ہی اتقواء کیا اور اشارتاً بھی کسی دوسری رفیقہ حیات کی خواہش نہیں کی مشہور مستشرق ڈاکٹر جو ستاف لوبون نے بھی تسلیم کیا ہے کہ آپ کی اس عرصہ میں صرف ایک ہی بیوی تھی۔

هو الذي اقتصر على زوجة
الاولى حتى بلغ الخمين من
عمره
محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پچاس سال
کی عمر تک صرف ایک ہی بیوی پر
التقا کیا

(حضرة العرب ۱۱۲)

حالانکہ انسانی زندگی کے عروج کا یہی دور ہوتا ہے اور پھر یہ پہلو سامنے رہنا چاہیے کہ آپ کے لئے اس عرصہ میں ہم عمر رفیقہ حیات کے حصول میں کوئی دشواری نہ تھی کیونکہ آپ صحت و تندرستی اور حسن و جمال میں یگانہ روزگار ہونے کے ساتھ ساتھ ساری قوم میں محبوب اور خاندانی و جاہلیت و وقار کے مالک تھے۔

بیوی کے ڈر کی وجہ سے

بعض طعن کرنے والوں نے کہا کہ اس وقت ایک ہی بیوی پر اتقائی کے خوف کی وجہ سے تھا جسے ہی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ہوا تو

آپ نے متعدد خواتین سے شادی کر لی کیونکہ اب خوف ختم ہو گیا تھا۔
اس سلسلہ میں چند گزارشات قابل توجہ ہیں۔

اولاً آپ کی شخصیت کا مطالعہ کرنے والا ہر ذی فہم جانتا ہے کہ
آپ کے دل میں سوائے اللہ کے خوف و ڈر کے کسی کے خوف کا تصور
ممکن ہی نہیں۔ بیوی سے ڈرنے والا شخص پوری دنیا سے کفر سے عملاً
ٹکڑ نہیں لے سکتا حالانکہ آپ نے عملاً ٹکڑی۔ تو جب آپ طاقتور سے طاقتور
دشمن و مخالفت سے نہیں ڈرتے تو بیوی سے کیسے ڈر سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے تمام مخالفین کے خلاف آپ کو جہاد کا حکم دیتے ہوئے
فرمایا:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ
وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ

بے بنی کفار اور منافقین کے
خلاف جہاد کرو اور ان پر سختی کرو

ثانیاً بیوی سے ڈرتے والی شخصیت کو رسول کیسے بنایا جاسکتا ہے۔
کیونکہ رسول کا کام اور اس کے فرائض و ذمہ داریاں تقاضا کرتی ہیں کہ اس
کی شخصیت میں سوائے اپنے رب کے کسی کا خوف و حزن نہ ہو اس کی
بنیادی تعلیم ہی یہی ہے۔

لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا
یہی وہ آپ کی قوت و بہت کی اعلیٰ کیفیت تھی کہ اللہ تعالیٰ نے
فرمایا اے حبیب اگر آپ کے ساتھ کوئی اور جہاد میں شریک نہیں ہوتا تو
نہ ہو آپ تنہا ہی اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے اٹھ کھڑے ہوں۔

اللہ کی راہ میں تنہا جہاد کرو اور آپ
انہما کے ہی مکلف ہیں۔

فَمَا تَبَىٰ بِي سَيْدِي اللَّهِ
لَا تَكَلَّفِ النَّاسُ

آپ نے جہاد کر کے اللہ کے دین کو عملاً زمین پر جاری و ساری اور قائم و دائم کر دیا۔ اگر محاذ اللہ کوئی خوف ہوتا تو یہ کام کیسے ہو سکتا تھا۔
 ثالثاً یہ وہی دن تھے جن میں آپ تفکر و تدبیر کے لئے غار حرا میں جا کر مہینہ مہینہ خلوت میں رہتے۔ آپ کے دن بھی وہاں گزرتے اور راتیں بھی۔ کیا بیوی سے ڈرتے والے خاوند کا یہی حال ہوتا ہے؟
رابعاً سیدہ خدیجہؓ نے سارا مال دجو قریش مکہ کے مال سے کہیں زیادہ تھا) حضور علیہ السلام کے مشن کے لئے وقف کر دیا قرآن مجید نے اس ظاہری سہارے کے بارے میں فرمایا۔

وَوَجَدَكَ غَائِلًا مَّا غَايَا (اللہ نے آپ کو محتاج پایا تو غنی کر دیا)
 خود سوچیں کیا ڈرنے والا حادثہ بیوی کو سب کچھ دیتا ہے یا اس کی بیوی اس پر ہر شے نچھاور کر دیتی ہے؟

خامساً یہ بات نہایت ہی قابل توجہ ہے کہ حضور علیہ السلام اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے درمیان رشتہ زوجیت ہی نہیں تھا بلکہ اب تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور امتی والا رشتہ بھی قائم ہو گیا تھا جو پہلے رشتہ سے کہیں بلند و ارفع ہے۔ چالیس سال کی عمر میں (جیکہ حضرت خدیجہ سے نکاح ہوئے پندرہ سال کا عرصہ بیت چکا تھا) جیسے ہی حضور علیہ السلام نے اعلان نبوت کرتے ہوئے فرمایا کہ میں اللہ کا نبی ہوں اور محمد پر قرآن نازل ہونا شروع ہو گیا ہے۔ تو سب سے پہلے جس خاتون نے آپ کی نبوت و رسالت پر ایمان لایا وہ آپ کی اہلیہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ہی تھیں۔ اس کے بعد تو انہوں نے آپ کو فقط شوہر ہی نہیں اپنا اقوامولی مان لیا اب فقط بیوی ہی نہیں بلکہ

آپ کے امتی ہونے کا شرف پالیا۔ اب فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے ذرا انصاف سے بتائیے کہ امتی رسول سے ڈرتا ہے یا رسول امتی سے؟ یقیناً امتی ہی ڈرتا ہے بلکہ یہاں تک ڈرتا ہے کہ اگر رسول کی ادنیٰ سے گستاخی بھی ہو گئی تو اللہ تعالیٰ ناراض ہو جائے گا اور وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔

سادسا وصال کے بعد ان کا تذکرہ

یہاں یہ بات بھی مسلمہ ہے کہ آپ حضرت خدیجہ کے وصال کے بعد انہیں بڑی محبت سے یاد کرتے اور فرماتے تھے ان سے بہتر بیوی میسر نہیں آئی۔

بخاری و مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے جب بھی خدیجہ کا ذکر آتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی بہت تعریف فرماتے ایک دن میں نے رشک کرتے ہوئے کہلائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ انہیں کی تعریف کرتے رہتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان سے بہتر بیویاں عطا کر دی ہیں آپ نے فرمایا۔

ما ابدلنی اللہ خیراً منھا اللہ تعالیٰ نے اس سے بہتر بیوی

قد استبی کفر الناس مجھے نہیں دی وہ مجھ پر اس وقت

وصدقتنی اذ کذبتنی الناس ایمان لائیں جب لوگوں نے کفر کیا اور

انہوں نے میری تصدیق کی جب لوگوں نے

میری تکذیب کی۔

مسلم میں حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ جب بھی آپ کوئی جاتو ریزہ

فرماتے تو خدیجہ کی سہیلیوں کو گوشت بھیجتے تھے میں نے ایک دن وجہ پوچھی تو فرمایا۔

اخی لاجب حبیبہا میں خدیجہ کے چاہنے والوں کو چاہتا ہوں۔

کیا یہ بیوی سے ڈرنے والے خاوند کی کیفیت ہوتی ہے؟ وہ تو شکرت کرتا ہے کہ جان چھوٹ گئی۔ یہ تمام شواہد اس بات کا واضح ثبوت ہیں کہ یہ الزام محض تعصب کی وجہ سے عائد کیا گیا ہے۔

۴۔ ایک بوڑھی خاتون سے نکاح

جب آپ کی رفیقہ حیات حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا وصال ہوا تو آپ عمر کے پچاسویں سال میں تھے اور اس وقت خواہش رکھتے تو کسی نوجوان خاتون سے عقد ہو سکتا تھا مگر آپ نے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو اپنے عقد میں قبول فرمایا جو عمر کے لحاظ سے بوڑھی تھیں۔

۵۔ مخالفین کی پیشکش ٹھکرا دی

آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں اگر نفسانی جذبات کا شائبہ ہوتا تو اس سے بڑھ کر اپنی خواہشات کی تکمیل کا اور موقع کیا ہو سکتا تھا کہ اعلان نبوت کے پانچویں سال تبلیغی کوششوں سے دستبرداری کے عوض قوم کی طرف سے سیادت و قیادت، دولت و ثروت اور حسین ترین خواتین کے ساتھ عقد کی پیشکش ہوئی مگر تاریخ اس بات پر شاہد عادل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پیشکش کو پائے حقارت سے ٹھکرا دیا اور فرمایا میں اپنے

رب کے احکام کی تبلیغ نہیں چھوڑ سکتا۔

۶۔ اب کوئی روک ٹوک نہ تھی

ریاست مدینہ دس سال کے عرصہ میں جزیرہ نمائے عرب اور جنوبی عراق و فلسطین تک بارہ لاکھ مربع میل پر محیط ہو چکی تھی۔ اتنی عظیم ترین فرمانروائی و اقتدار کے بعد اپنی خواہشات کو پورا کرنے میں کون سی رکاوٹ تھی لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ازواج پر اکتفا کیا جو اس کامیاب دور سے پہلے تھیں۔

۷۔ ایک کے سوا تمام خواتین کا بیوہ ہونا

پھر جو شادیاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہیں ان پر غور کریں تو جو خواتین بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں آئیں وہ ماسوائے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے تمام کی تمام بیوہ تھیں کوئی دو کی اور کوئی تین شوہروں کی بیوی رہ چکی تھی۔ یہاں یہ بات نہایت ہی قابل توجہ ہے کہ تعدد ازواج کا مسئلہ آپ کی پچپن سال سے اسیٹھ سال کی عمر کا ہے۔ کیا نفسانی جذبات کا غلبہ اسی عمر میں ہوتا ہے؟ کیا یہ (نعود باللہ) دفعۃً پیدا ہو گیا تھا؟ نہ اس سے پہلے کہیں اس کا شائبہ ملتا ہے اور نہ بعد میں۔

۸۔ آپ کی ہمہ جہتی مصروفیات

آپ پر ایسا الزام لگانے والے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مصروفیات کو ہی سامنے رکھ لیتے تو ہرگز ایسی بات نہ کہتے کیونکہ اس کے لیے انسان

کا فارغ ہونا ضروری ہے۔ آپ کی مصروفیات کی چند جھلکیاں ملاحظہ ہوں۔

۱۔ آپ کا اوقات امت مسلمہ کے افراد مردوں اور خواتین کی تعلیم و تربیت کے لیے مخصوص تھا۔ آپ کی تعلیمات قرآن کے علاوہ ہزار ہا کتب پر مشتمل ہیں۔

۲۔ ہجرت کے بعد انیس غزوات میں آپ نے شرکت کی اور غزوہ کی تیاری ایک یا دو دنوں میں نہیں ہوتی بلکہ اس کی تیاری کے لیے سالہا سال کی ضرورت ہوتی ہے۔

۳۔ جتنی بھر پور زندگی، اجتماعی، سیاسی، دینی اور خاندانی آپ نے بسر کی ہے کوئی دوسرا شخص اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا خود اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں آپ کی مصروفیات کا تذکرہ یوں فرمایا ہے

اِنَّ لَّكَ فِی السَّامٰیٰتِ سَبۡحًا یَّعِیۡنٰدِنۡ مِیۡنَ اَیۡمِیۡنَ اَیۡمِیۡنَ
طَوۡیۡلًا (الزلزل)

مصروفیات ہیں۔

۴۔ آپ صرف انسانوں کے ہی رسول نہیں بلکہ آپ تمام مخلوق کے رسول ہیں جہاں آپ انسانیت کی بھلائی فرماتے ہیں وہاں حیوان چرند پرند کی بھرپور فریاد رسی فرماتے۔ یہاں آپ زمینی مخلوق کو فیض دیتے وہاں آسمانی مخلوق بھی آپ سے فیض یاب ہوتی۔

۵۔ آپ کے تقسیم وقت پر نظر ڈال لی جائے تو مسئلہ از خود حل ہو جاتا ہے۔ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد گرامی حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھریلو معاملات کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ

کان اذا اوی لی منزله جعلاً
 دعوله ثلاثة اجزا جزءاً لاهله
 و جزءاً لنفسه ثم جزءاً جزءاً بینه
 و بین الناس فیروز ذلك جاً
 بالخاصة علی العامة

بیرونی مصروفیات سے فارغ ہو کر
 آپ گھر تشریف لائے تو گھر یلو وقت
 کو تین حصوں میں تقسیم فرماتے ایک
 حصہ اللہ کے لیے۔ دوسرا ال کیلئے
 اور تیسرا اپنی ذات کے لیے۔ پھر
 اپنے والے تیسرے حصے کو اپنے
 اور لوگوں کے درمیان تقسیم فرمادیتے
 اس وقت میں اہل علم و فضل صحابہ
 آپ سے تعلیمات حاصل کر کے عوام
 تک پہنچانے کی کوشش کرتے

خود سلسلہ کیے ازواج مطہرات کے لیے کتنا قلیل وقت بچتا ہوگا۔

ثانی وقت کان یخلفیہ الی شہوتہ لیسد فح یبھا الی
 الاستمتاع بالمرأ والتفکیر فی الاستکثار من النساء
 کیا نفسانی خواہش سے مغلوب شخصیت کا یہی حال ہوتا ہے کہ اپنے
 وہ ذاتی وقت میں بھی لوگوں کی بھلائی و خیر خواہی جلیے اعلیٰ
 اعمال انجام دیتی ہے۔

۶۔ اوپر گزرا کہ رات کا ایک حصہ اللہ کے لیے تھا اس میں آپ اللہ
 تعالیٰ کے حضور مناجات و عبادات کرتے ہوئے طویل قیام کرتے
 جس کی وجہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں۔
 آپ کے پاؤں متورم ہو جاتے۔ میں نے ایسی حالت دیکھ کر عرض کیا۔

تصنع هذا يا رسول الله وقد
 غفر الله لك ما تقدم من ذنبك
 وما تاخر
 آپ اتنی عبادت کرتے ہیں؟
 حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے گلوں
 اور پچھلوں معاملات سے معافی کا اعلان
 فرمایا ہے۔

آپ نے ارشاد فرمایا۔
 افلا اکون عبداً شكوراً۔ کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں۔
 (بخاری و مسلم)

۹۔ دنیا سے بے رغبتی

یہاں یہ بات بھی ذہن میں رہنی چاہیے کہ نفسانی جذبات و خواہشات کے
 پیروکار دنیا کے بندے ہوتے ہیں۔ ان کی منزل، خوشی اور مقصود دنیا
 ہوتی ہے وہ اس کے لئے جیتے ہیں اور اسی کے لئے مرتے ہیں اسی لئے
 قرآن مجید نے دنیا داروں کے بارے میں فرمایا کہ ان کا مقصد اللہ کی ذات نہیں
 بلکہ دنیا ہوتا ہے۔ ارشاد فرمایا۔

ان الذين لا يرجون لقاءنا
 ورضوا بالحياة الدنيا و
 أطمانا بها أولئك هم غفلون
 بلاشبہ وہ لوگ جو ہماری ملاقات
 کے امیدوار نہیں اور دنیاوی زندگی
 کے ساتھ راضی اور مطمئن ہو گئے وہی
 ہماری آیات سے غافل ہیں۔

گویا انہیں دنیا اس طرح اپنی طرف کھینچ لیتی ہے کہ انہیں اپنے
 رب کی خیر ہی نہیں رہتی۔

اب ذرا رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی کی طرف آئیے
 کیا وہاں کوئی دنیا داری دکھائی دیتی ہے؟ کیا مال و متاع کے ساتھ پیار نظر آتا ہے؟

ہرگز نہیں۔ آپ نے فقر و فاقہ کی زندگی اختیار فرمائی اور یہ تعلیم دی۔
 الدتیا جیفنۃ و طالبہا دیتا مرد درجہ اور اس کا
 کلاب طالب کتاب ہے۔

سوتے چاندی کے توے توے ہزار درہم و دینار کے ڈھیر مسجد نبوی میں
 لگے مگر آپ معاشرے کے تباہی، مساکین، بیوگان اور بے سہارا لوگوں میں
 تقسیم فرما کر گھر تشریف لے گئے۔ ان میں سے اپنے لیے ایک پائی کے
 روادار نہ ہوئے۔

لوگ چند دل سے اپنی جائیداد بناتے ہیں مگر آپ نے اپنی ذات
 ہی نہیں بلکہ اپنی ساری آل اولاد پر تاقیامت زکوٰۃ و صدقات کے حرام ہونے
 کا اعلان فرما دیا۔ مسجد نبوی میں صدقات کی کھجوریں کے ڈھیر سے آپ کے
 نواسے امام حسن رضی اللہ عنہ نے ایک کھجور اٹھا کر منہ میں ڈالی آپ نے انگلی
 ڈال کر یاہر نکال پھینکا اور فرمایا صدقہ میری اولاد پر حرام ہے۔ ذرا سوچئے کہ جو
 نابالغ اور خلیس مکلف بچے کو ایسا عمل نہیں کرتے دیتے ان کا اپنا عالم
 کیا ہوگا؟

WWW.NAFSEISLAM.COM

مغربی محققین کے اقوال

اب ہم یہاں کچھ مغربی محققین کے اقوال و آراء سامنے لاتے ہیں جن میں انہوں نے بھی بر ملا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزگی، حیا اور عفت و عصمت کی گواہی دی ہے۔

۱۔ سر ولیم میور

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سخت مخالف اور نکتہ چیں سر ولیم میور اسی بات کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتا ہے۔ رکھ رکھاؤ میں حیا اور طور طریقوں میں پاکیزگی (جواہل مکہ میں نایاب تھی) محمد کی جوانی سے منسوب کرنے میں تمام مستند اہل علم کا اتفاق ہے۔
(حیات محمد، ۲: ۱۴۰)

۲۔ پی۔ ڈی، ایسی جانٹن

پی۔ ڈی، ایسی جانٹن نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کردار و سیرت کے حوالے سے لکھا ہے۔

شہریوں کے درمیان آپ اعلیٰ کردار کے مالک تھے اور کوئی بات آپ کے اسم مبارک کے خلاف نہیں جاتی۔
(محمد اور آپ کا اقتدار، ۱۵۱)

۳۔ ریورینڈ مارکس ڈوڈز

ریورینڈ مارکس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جوانی کے حوالے سے قلمطراز ہیں۔ آپ کی غیر شاہی شدہ جوانی غیر معمولی طور پر پاکیزہ تھی۔
(محمد، بدھ اور مسیح، ۲۳)

۴۔ ایمل ڈرنگھم

ایمل ڈرنگھم اپنی کتاب حیات محمد میں کہتے ہیں
محمد کی جوانی عنیف رہی ہے۔ (حیات محمد، ۵۲)

۵۔ ڈاکٹر لاسٹن

ڈاکٹر لاسٹن اسلام کے بارے میں لکھتے ہوئے خصوصاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کے بارے میں لکھتا ہے۔

محمد نے اپنے اہل خانہ میں شامل کر لیا یہ خیال کہ پیغمبر کی ایسا کرنے میں کوئی نامناسب غرض تھی قطعی طور پر بے بنیاد خاص کہ جب ہم یہ زمین میں رکھیں کہ آپ نے اپنے عہد شباب میں پاک دامنی کا زیور ست ثبوت دیا تھا۔
(دنیا کے مذہبی نظام، ۲۹۸)

۶۔ ٹامس کارلائل

مشہور محقق ٹامس کارلائل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طہارت و پاکیزگی

پیروں رتمطراز ہے محمد کے بارے میں اور جو کچھ بھی جائے مگر وہ خواہش نفس کے ہرگز غلام نہ تھے ہم بڑی غلطی کریں گے اگر اس کو ہم ایک عام سائنس پرست سمجھ لیں جو سفلی جذبات بلکہ کسی بھی لطیف اندوزی کا مرعین ہو آپ کا گھرانہ تنگ دست تھا، آپ کی عام غذا جو کی روٹی اور پانی تھا۔ بسا اوقات مہینوں ان کے ہاں چولہا میں آگ بھی نہ جلتی تھی۔

۷۔ چرالڈ۔ ایل۔ بیری

چرالڈ۔ ایل۔ بیری آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعدد نکاحوں کے بارے میں لکھتا ہے۔

آپ کی آخری عمر میں بہت سی بیویوں کا ہونا غالباً آپ کے کی بیواؤں کو تحفظ دینے کی فیاضی کا نتیجہ تھا نفس پرستی کا تو نتیجہ ہرگز نہ تھا۔ (مذاہب عالم، ۶۵)

۸۔ سیفے لین یول

سیفے لین یول آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر خواہش نفس کے الزام کی تردید ان الفاظ میں کرتا ہے مگر یہ کہنا جھوٹ ہے کہ محمد نفس پرست انسان تھے آپ کی آخر دم تک زائد از زندگی سونے کے لیے سخت چٹائی، آپ کی سادہ غذا، آپ خود اختیار کردہ چھوٹے موٹے کام کر لینا یہ سب باتیں تو آپ کی بمقابلہ نفس پرست انسان۔ کے ایک ہمہ صفت زائد ظاہر کرتی ہیں (مطالعہ سلسلہ مسجد، ۷۷)



جب یہ بات اظہر من الشمس ہو گئی کہ آپ کی مبارک و مقدس زندگی میں نفسانی جذبات و خواہشات کا ادنیٰ سے ادنیٰ شائبہ بھی نہیں تو اب آیتے ہم اس مسئلہ پر غور کرتے ہیں کہ آپ نے متعدد نکاح کن حکمتوں اور مصالح کی وجہ سے فرمائے۔

یہ مصالح بھی آپ کے ذاتی نہ تھے بلکہ سراسر ملی و قومی اور دینی تھے ان کا افادہ پہلو صرف اس قدر نہ تھا کہ کرنے میں ملی فائدے تھے بلکہ ان کے نہ کرتے میں بہت سی خرابیاں تھیں جن کا ازالہ دشوار تھا ہم ان مصالح اور حکمتوں میں سے چند کا تذکرہ کرتے ہیں۔

- ۱۔ مختلف خاندانوں میں موجود نفرت محبت میں بدل گئی
- ۲۔ قبائلی عصبیت کہ ایک قبیلہ دوسرے قبیلے کا کفو یا ہمسر نہیں ہو سکتا پاش پاش ہو کر رہ گئی۔

۳۔ بیوگان سے نکاح

جس معاشرے میں بیوہ خاتون کے ساتھ نکاح ایک عیب تصور کیا جاتا ہو ایسے معاشرے میں متعدد بیوگان کو اپنے عقد میں قبول کر کے اس بدترین رسم پر ضرب کاری لگانا بھی مقصود تھا۔

۴۔ خدمتِ اسلام کی وجہ سے

بعض خواتین کی خدمتِ اسلام کی وجہ سے یہ شرف عطا کیا گیا مثلاً حضرت

سودہ رضی اللہ عنہا نے اپنے خاوند (جوانہی کی ترغیب سے اسلام لائے تھے) اور والدہ کے ساتھ حبشہ ہجرت کی وہاں ان کے خاوند کا انتقال ہو گیا انہی دنوں حضرت خدیجہ کا وصال ہو گیا آپ نے ان کی قربانیوں کا لحاظ کرتے ہوئے انکے مصائب ختم کرنے کے لیے اپنے نکاح میں لیا۔

۵۔ بعض ساتھیوں کی حوصلہ افزائی

اپنے بعض غلاموں کی حوصلہ افزائی فرمائی جب حضرت خدیجہ کا وصال ہو گیا تو آپ مغموم رہا کرتے تھے۔ آپ کی رفیقہ حیات اولین خاتون اسلام تھیں اور زندگی بھر مالی ایثار و قربانی کرتی رہیں۔ ایسی رفیقہ حیات کی جدائی میں حضور علیہ السلام کا طول رہنا قدرتی بات تھی۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھانپ لیا اور اپنی لخت جگر کو آپ کی خدمت کے لیے زوت سے مشرف کرنے کی درخواست پیش کی، کیا صدیق اکبر جیسے وفا شعار کی درخواست کو مسترد کر دینا مناسب تھا جس نے اسلام لانے میں سب پر سبقت حاصل کی تھی اور جن کی مساعی و ترغیب سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جیسی شخصیتیں اسلام لائیں اور جنہوں نے اپنا گھر بار اور مال و دولت سب کچھ اسلام کے لیے وقف کر دیا تھا۔ مناسب یہی تھا کہ ایسے ساتھی کی حوصلہ افزائی فرماتے ہوئے اس کی بیٹی کو ام المومنین بننے کا شرف عطا کر دیا جائے۔

۶۔ اہل و عیال کو سہارا دینا

بعض مہاشاؤں اور راہ خدائیں قربانیاں پیش کرنے والوں کے اہل و عیال کو سہارا دیا اور کسی قائد کا اہم فریضہ ہوتا ہے کہ وہ تحریک سے وابستہ

افراد کی ہر معاملہ میں حوصلہ افزائی کرے حضرت زینب بنت خزمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عبداللہ بن جحش سے تھا لیکن وہ غزوہ احد میں شہید ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی شہادت کی وجہ سے پیدا ہونے والی بے سہارگی کا مداوا کرنے کے لیے حضرت زینب کو عقد کا شرف بخشا۔

اسی طرح حضرت ام سلمیٰ رضی اللہ عنہا جن کا نکاح ابوسلمہ سے تھا جو حضور کے رضاعی بھائی اور گیارہویں مسلمان تھے۔ انہوں نے حبشہ اور مدینہ دونوں طرف ہجرت کی جب یہ ہجرت مدینہ کے لیے روانہ ہوئے تو ان کے بیوی بچے خاندان والوں نے ان سے چھین لیے۔ حضرت ابوسلمہ نے اس کے باوجود عزم ہجرت کو پورا کیا۔ حضرت ام سلمیٰ رضی اللہ عنہا ہر روز شام کو اس مقام پر آکر رو یا کرتی تھیں جہاں ان کے شوہر کو ان سے چھینا گیا تھا۔ ایک سال کا عرصہ اسی طرح روتے ہوئے گزار دیا مگر ترک اسلام کا کبھی خیال تک بھی دل میں نہ لائیں۔ حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ غزوہ احد میں زخمی ہوئے اور جانبر نہ ہو سکے وفات کے وقت ان کے دو چھوٹے لڑکے عمرو اور سلمہ اور دو لڑکیاں زینب اور درہ تھیں، آخری وقت انہوں نے یہ دعا کی۔

اللہم اخلقنی فی اہلی اے اللہ میرے اہل کی نگہداشت

فرما۔

بخیر

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسلمہ اور ام سلمیٰ کی ان قربانیوں کا صلہ اور ان معصوم بچوں کی کفالت کو اسن طور پر نبھاتے کے لیے حضرت ام سلمیٰ رضی اللہ عنہا سے عقد فرمایا۔

۷۔ غلط رسومات کا خاتمہ

غلط رسومات و تصورات کا خاتمہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصود تھا جیسا کہ حضرت زینب بنت جحش کا عقد آپ نے زید بن حارثہ سے کر دیا تھا تاکہ غلامی کی وجہ سے ان کی نسبت جو حقارت پیدا ہوتی تھی وہ ختم ہو جائے اور ساتھ ہی خاندانی تقاضا کا خاتمہ بھی ہو جائے لیکن بوجہ حضرت زینبؓ کا زید سے نباہ نہ ہو سکا۔

دستور عرب کے مطابق منہ بولا بیٹا حقیقی فرزند کی طرح حقوق رکھتا وہ وارث بھی ہوتا اسکی بیوی حقیقی بہو کی طرح باپ پر حرام سمجھی جاتی تھی۔ اس وجہ سے معاشرے میں ہزاروں برائیاں جنم لے رہی تھیں۔

حضور علیہ السلام کو جہاں حضرت زینب کی طلاق تحقیق کو عزت میں بدل کر اشک ثنویٰ کرتا تھی وہاں ہمیشہ کے لیے ایک قانون بھی مہیا کر دینا تھا کہ منہ بولے بیٹے کا رشتہ اور درجہ حقیقی فرزند جیسا نہیں لہذا آپ نے بڑی استقامت و جرات کے ساتھ حضرت زینب سے عقد فرما کر اس غلط رسم کو ہمیشہ کے لیے ختم فرما دیا حضرت زینب کے عقد کا واقعہ کافی اہمیت کا حامل ہے کہ قرآن حکیم نے اس عقد کی نسبت براہ راست اللہ کی طرف کی ہے۔ اور صحابہ میں سے فقط ایک صحابی زیدؓ کا نام قرآن میں آیا ہے۔

ارشاد ہوتا ہے۔

فَلَمَّا قَضَىٰ زَيْدٌ مِّنْهَا
وَمَلَاحِظْ نَكَحَهَا لِكَيْ لَا يَكُونَ
مَعَ الْمُؤْمِنِينَ حَرَجٌ مِّنْهُ

جب زید نے اپنا تعلق منقطع کر
لیا تو ہم نے اس خاتون کو آپ کے
نکاح میں دے دیا تاکہ اپنے منہ

بولے بیٹوں کی بیویوں سے نکاح کرتے
میں مسلمانوں کیلئے کوئی حرج و گناہ نہ رہے

اَزْوَاجِ اَدْعِيَائِهِمْ
(الاحزاب)

۸۔ بعض قبائل میں نیکی کا فروغ

بعض قبائل میں نیکی کا فروغ بھی پیش نظر تھا ام المؤمنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح میں یہی ارادہ کا فرما نظر آتا ہے ان کے خاندان کا پیشہ رہزنی تھا ان کا باپ حارث ان کی سربراہی کرتا تھا لیکن حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا نے نکاح کے بعد سارا خاندان رہزنی کے پیشے سے تائب ہو کر حلقہ گزشتہ اسلام ہو گیا۔

۹۔ امن عامہ کا قیام

ان حکمتوں میں سے ایک اہم حکمت امن عامہ کا قیام اور جنگ و جدال کو ختم کرنا بھی تھا۔ ابوسفیان کے نام سے کون واقف نہیں یہ عمائد قریش میں سے تھا اور قوم کا نشان جنگ اس کے گھر رکھا رہتا تھا۔ جوں ہی یہ نشان باہر کھڑا کیا جاتا تھا تمام قبائل پر آبائی اور قومی روایات کے مطابق یہ لازم ہو جاتا تھا کہ وہ سب کے سب اس جھنڈے کے نیچے جمع ہو جائیں، احد حمر الاسد بدلا آخری احزاب وغیرہ لڑائیوں میں ابوسفیان ہی اس نشان کو لیے ہوئے تھے لیکن جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بیٹی حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو عقد میں قبول فرمایا تو اس کے بعد جلد وہ وقت آگیا کہ ابوسفیان نے اسلام کے جھنڈے تلے پناہ حاصل کر لی۔

ام المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا خاندان ہر لڑائی میں مسلمانوں کے

خلاف مشرکین و کفار کا ساتھ دیتا یہی وجہ ہے کہ نکاح سے پہلے جس قدر ہی لڑائیاں ہوتی ان میں سے ہر ایک میں یہود کا تعلق سرایا اعلانیہ، ضرور ہوتا تھا مگر حضرت صفیہ کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں آجانے کے بعد، یہود، مسلمانوں کے خلاف کسی جنگ میں شریک نہیں ہوئے ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کے بعد نجد کے تمام فتنے سرد پڑ گئے یعنی جس قبیلے، ملک اور خاندان کی عورت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں آئی وہاں کے فتنے سلامتی سے وہاں کا افتراق و انتشار اتحاد اتفاق سے اور پدامنیاں امن و سکون سے بدل گئیں۔

۱۰۔ نصف سے زائد انسانی دنیا کی تعلیم کا انتظام

ان متعدد ازواج مطہرات کے ذریعہ ایک بہت بڑے اہم مقصد کی تکمیل بھی مقصود تھی اور وہ نصف انسانی دنیا (تمام خواتین) کی تعلیم تھی۔ قرآن حکیم نے اگرچہ اصولی طور پر عورتوں کے ضروری مسائل کی رہنمائی کی ہے۔ لیکن ہزاروں گوشوں کو حضور علیہ السلام کے سپرد کر دیا جن کی تشریح کا فریضہ آپ نے نبھانا تھا۔ اور دشواری یہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک کنواری پردہ نشین لڑکی سے بھی زیادہ باحیا تھے اس قدر غیر معمولی حیا کے ہوتے ہوئے کیسے ممکن تھا کہ حیض و نفاس کے دقائق آداب مباشرت و مواصلت، طہارت و نہاست منبر پر کھول کھول کر بیان فرماتے ایک طرف ان کا علم ضروری اور دوسری طرف حیا افشاہ سے مانع تھی اسی مشکل کا حل اس سے بہتر کیا تھا کہ ازواج مطہرات کے ذریعے عورتوں کو اور ان کے ذریعے مردوں کو مسائل ضروریہ کی تعلیم دی جائے۔ یہی وجہ ہے کہ ان مسائل میں مرد بھی ازواج مطہرات

کی طرف رجوع کیا کرتے۔

علامہ رشید رضا لکھتے ہیں۔

كان الرجال يرجعون بعدة عليه السلام الى امهات المؤمنين في كل من
 مرد بھی دین کے بہت سے مسائل میں امہات المؤمنین کی طرف
 رجوع کیا کرتے تھے خصوصاً ازدواجی
 احکام الدین ولا سيما الزوجية
 زندگی کے مسائل میں۔

سید محمد جعفر شاہ پھلواروی اس حقیقت پر روشنی ڈالتے ہوئے بیان کرتے ہیں۔

عبداللہ بن عباس کی فقاہت، علی مرتضیٰ کی وقیعہ رسی، صدیق و فاروق کی عقدہ کشائی جن مسائل میں اگر انک جاتی تھی وہاں ان کی گرہ کشائی کے لیے انہیں بعض ازواج النبی ہی کی طرف رجوع کرنا پڑتا تھا کیوں کہ خلوت گاہ نبوت کا راز دار امہات المؤمنین کے سوا کوئی دوسرا نہ تھا شمع نبوت کے پروانے خلوت کی زندگی سے واقف نہ تھے اور امہات المؤمنین حقائق خلوت کی بھی راز دار تھی ہم تو یہاں تک دیکھتے ہیں کہ بعض امہات تفسیر و فقہ کے حقائق و وقائع بھی ان واقف کارانِ خلوت کو بتاتی تھیں ظاہر ہے کہ نصف دین کی تکمیل اور دنیا کی آدمی آبادی کی تعلیم کا یہ عظیم الشان کام ایک دو عورتوں سے نہیں چل سکتا تھا۔

اسی حکمت کا تذکرہ علامہ محمود آلوسی نے ان الفاظ میں فرمایا۔

لثکثرة النساء حکمة کثرت ازواج میں ایک عظیم دینی
 دینیة جليلة ایضاً دھی حکمت یہ بھی ہے کہ اس سے ان احکام

نشر الاحکام الشرعیۃ لا
شرعیہ کی اشاعت ہوئی جو خواتین
تکاہد تعلم الابرار استظہر
کے بغیر نہیں ہو سکتی تھی۔

(روح المعانی، ۲، ۶۴)

صرف نوکی تعداد کو دیکھ کر جس کا جی چاہے شبہات پیدا کرے لیکن
اس کا یہ روشن دیکھاں پہلوا ایسا ہے جس کی طرف سے آنکھیں بند نہیں
کی جاسکتیں کیا دنیا میں کوئی ایسا مصلح گزرا ہے جس نے اپنی بیوی کو مصلحت
امت مہلغات دین، مہلغات مسائل اور مدرسات فقرہ بنا کر پیش کیا ہو۔

۱۱۔ بلندی سیرت اور حسن معاشرت پر قوی دلیل

تعداد و زواج آپ کے اعلیٰ کردار، بلندی سیرت اور حسن معاشرت
پر قوی دلیل بھی ہے ہر انسان جانتا ہے کہ اپنی پسند کی بیوی لانے
والوں کا بھی حال یہ ہوتا ہے کہ عمر بھر کوئی ہفتہ باہمی نوک جھونک
سے خالی نہیں ہوتا اگر خدا نخواستہ ایک سے زائد بیویاں ہوں تو گھر جہنم
نار بن جاتا ہے۔ لیکن اس انسان کامل کی عظمت کردار اور حسن معاشرت
کی بلندی کا اندازہ کیجئے جس کے پاس بچپن سال کی عمر میں تو ایسی خواتین بچ
تھیں جن کی عمریں مختلف تھیں، مختلف قبائل سے تعلق رکھتی تھیں، مختلف
طبائع اور مختلف مزاج کی حامل خواتین اور گھروں میں فقر و فاقہ ایک مسلسل
مشغلہ لیکن ساری زندگی میں باہمی تلخی کی کوئی نظیر نہیں ملتی۔ حسن معاشرت
اور حسن سلوک کا اندازہ اس سے بھی کیجئے کہ فقط تلخی ہی پیدا نہیں ہوئی
بلکہ سب کی سب قربان ہوتی رہیں بلکہ حیرت یہ ہے کہ اس فلک نیلوں
کی چھت کے نیچے اور اس زمین کی پشت پر سب سے پہلے جو ہستی حق تعالیٰ

کی نبوت پر ایمان لائی وہ آپ کی ایک بیوی خدیجہ تھی۔ بیوی اپنے شوہر کے تمام راز ہائے درون سے واقف ہوتی ہے اس کی نگاہوں سے شوہر کا کوئی عیب و سہر پوشیدہ نہیں ہوتا نبوت تو بڑی چیز ہے وہ تو معمولی ولایت کی بجھی قائل نہیں ہوتی لیکن ذرا نگاہ غور سے دیکھئے خدیجہ و شوہروں کو پہلے دیکھ چکی تھیں اب پندرہ سال مسلسل حضور کی ایک ایک ادا کا تجربہ کر چکی ہیں ایک ایک گوشے کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر چکی ہیں کتنا بلند کردار اور عظیم النظیر حسن معاشرت کا مالک تھا وہ انسان کہ خدیجہ جیسی صاحب عقل نہ صرف نبوت پر ایمان لاتی ہے بلکہ اپنی عمر کے بقیہ دس سال اس طرح ساتھ دیتی ہے کہ جان و مال سب کچھ قربان کر دیتی ہے ہر امتحان میں آپ کی معاون بن جاتی ہے ہر خطرے کا مقابلہ کرتی ہے کیا کسی بڑے سے بڑے انسان کی زندگی میں حسن معاشرت کے ایسے نمونے مل سکتے ہیں مختلف المزاج اور مختلف الطباع خواتین کا ساتھ ہونے کے باوجود اس کا حسن معاشرت سارے عالم کے لیے نمونہ تقلید بن سکے؟

حقیقت یہ ہے کہ دنیا کا صرف وہ ہی کامل و اکمل ترین انسان ہے جو یہ اعلان کرنے کا حق رکھتا ہے۔ تم میں سے بہتر وہ ہے

خیر کمالاھلہ انا خیر

جو اپنے اہل کے لیے بہتر ہے اور میں تم

کمالاھلی

سب سے اپنے اہل کے لیے بہتر

ہوں۔

۱۲۔ خانگی زندگی پر سچی شہادت

تعداد و زواج سے خانگی زندگی پر سچی شہادت بھی تمہارا کردی گئی کیونکہ حقیقی مصلح وہی ہوتا ہے جس کے ظاہری اور باطنی دونوں کردار آیتنے کی طرح عیاں ہوں۔ موجودہ دور میں قیادت کو پبلک لائف اور پرائیویٹ لائف کے دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ پبلک سٹیج پر اپنی پوری زندگی کا کوئی خوشگوار پہلو پیش کر دینا مصلح کے لیے مشکل نہیں مکمل قیادت کا صحیح پتہ اس وقت چلتا ہے جب اس کی اندرونی زندگی بھی آیتنے کی طرح سامنے آجائے یوں تو حضور علیہ السلام کی خانگی زندگی کی شہادت کے لیے تنہا خدیجہ ہی کافی ہو سکتی تھیں لیکن اس تنہا شہادت پر بیسیوں شبہ وارد ہو سکتے تھے مگر ان نو شہادت عادات میں کس کس کی گواہی پر شبہ کیا جاسکتا ہے؟ اسلام نے کسی بات کے ثبوت کے لیے گواہی کی جو بڑی سے بڑی تعداد رکھی ہے وہ چار مردوں کی گواہی ہے دوسرے الفاظ میں آٹھ عورتوں کی گواہی ہے لیکن حضور کی پاک ترین اخلاقی زندگی پر آٹھ کی بجائے نو عورتوں کی شہادت تاریخ کے سامنے ہے۔ ان نو سے تاریخ دریافت کرے کہ آپ کی پرائیویٹ اور خلوتی زندگی کیا تھی، یہ بھی واضح رہتا چاہیے کہ خلوتی زندگی کا صحیح پتہ نہ بیٹی دے سکتی ہے نہ فرزند خادم نہ خادمہ نہ دوست نہ دشمن نہ داماد نہ بہو نہ معتقد نہ شاگرد یہاں کھری اور سچی گواہی بیوی ہی دے سکتی ہے کیونکہ خلوتی زندگی کی صحیح رازدار وہی ہوتی ہے، یہ بتا سکتی ہے کہ اس کے شوہر کا کیا کیرکٹر ہے اہل و عیال سے اس

سلوک کیسا ہے؟ اس کی راتیں کس طرح گزرتی ہیں؟ اسے اپنے مقصد
سے ساتھ کتنی لگن ہے؟ اس کی زندگی کا کیا نقشہ ہے؟ اپنوں سے اور
انہوں کے ساتھ اس کے تعلقات کیسے ہیں؟ ان تمام سوالات کا جواب
تو عا دل خواتین یک زبان ہو کر دیں اور وہ بھی وہ جن سے اندرونی،
ندگی کا کوئی راز چھپا ہوا نہ ہو تو دنیا کی کون سی عدالت اسے رو کر
لتی ہے؟

علامہ محمود آلوسی نے یہی حکمت ان الفاظ میں ذکر کی ہے۔

مع تشیید امر نبوتہ فان	اس میں امر نبوت کی تائید بھی
النساء لا یکدن یحفظن سراً	ہے کیونکہ فطرۃ خواتین راز
ودهن العلم الناس بمخفایا زواجہن	چھپاتھیں سکتیں اور تمام لوگوں
قلوبقت لساء علیہ الصلوۃ و	سے بڑھ کر اپنے خاوند کے
السلام علی امر خفی متہ	معاملات سے آگاہ ہوتی ہیں، اگر
یحمل منصب النبوة لا ظہرہ	حضور کی بیویاں آپ کے کسی ایسے
وکیف یتصور احقا	معاملہ کو پاتی جو امر نبوت کے
بینہن مع کثر تہن وکل	خلاف ہوتا تو وہ اس کا ضرور اظہار
سی جاوڈ الاثنینین شاع	کر دیتی اور ان کی کثرت کے باوجود
(روح المعانی، ۲۲، ۶۴۰)	خفا کا تصور بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ

جو راز دو خواتین تک پہنچ جاتے وہ
مشہور ہو جاتا ہے۔ (چہ جائیکہ

نو خواتین ہوں

ان تمام تصریحات سے یہ حقیقت اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ آپ

کے تعدد و ازدواج کا مقصد کچھ قربانیوں کی قدر دانی و حوصلہ افزائی تھا۔ بیواؤں اور یتیموں کی قبر گیری یا خاندانی احترام کی بقا، صنت ضعیف کو بلند درجہ عطا کرنا معاملات امت بنانا، معاشرے کی اصلاح کرنا، سسرالی تعلقات کے ذریعے دین کی توسیع اور امن و امان قائم کرنا شامل تھا۔



Nafse Islam

مخالفین اسلام کا ایک اور حملہ

نفس اسلام

WWW.NAFSEISLAM.COM



جہاں مخالفین اسلام جہالت و مخالفت کی وجہ سے حضورؐ کی ہمت کے تعداد و رواج پر طعن کرتے ہیں وہاں ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے عقد نکاح کے بارے میں نہایت ہی گھٹیا قسم کی ہرزہ سرائی کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے خود نکاح کرنا چاہتے تھے اور یہ بات اپنے دل میں مخفی رکھتے تھے اس لئے حضرت زیدؓ نے انہیں طلاق دیدی اور آپ نے ان کے ساتھ نکاح کر لیا، اور مخالفین کو اس کی تائید کے لئے کتب سیرت میں ایک روایت بھی لاتے آگئے جسے انہوں نے خوب بڑھا چڑھا کر بیان کیا ہے اس لئے ہم یہاں پہلے حضرت زینب کے نکاح کا تفصیلی واقعہ بیان کریں گے پھر مذکورہ روایت کا جائزہ لیں گے۔

حضرت زینب اور حضرت زید کے عقد کا تفصیلی واقعہ

حضرت زید بن حارثہ کا تعلق قبیلہ کلب سے تھا یہ بچپن میں دشمن کی کسی غارت گری میں گرفتار ہوئے اور غلام بنائے گئے، حکیم بن حزام نے ان کو اپنی بھوپھی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے خریدا، حضرت خدیجہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد نکاح میں آئیں تو انہوں نے یہ غلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حصہ کر دیا اس طرح ان کو حضور کی غلامی کا شرف حاصل ہوا، حضور کی غلامی کی جو قدر و عزت ان کی نگاہوں میں تھی اس کا اندازہ اس سے

کہتے کہ جب اسی اثنائیں زید کو شام کی طرف سفر پیش آیا اور وہاں ان کے چچا نے انہیں پہچان لیا اور سب حالات دریافت کر کے ان کا والد چچا اور بھائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور معاوضہ دے کر اسے لینا چاہا آپ نے فرمایا میں اسے اختیار دیتا ہوں وہ اگر چاہے تو تمہارے ساتھ چلا جائے میں معاوضہ وغیرہ کچھ نہیں لیتا زید کو جب یہ کہا گیا تو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنی محبت کی جو مثال پیش کی وہ تاریخ میں ہمیشہ یاد رکھی جائے گی، انہوں نے کہا

ما انا بمختار علی احداً	میں کسی ذات پر کسی کو ترجیح نہیں دیتا
ابداً انت منی بمکان	میرے لیے آپ، باپ اور
الادب والعم قال ابوہ دعبہ	چچا سے بڑھ کر میں، چچا نے کہا
یا زید اتختار العبودیۃ	اے زید کیا تو غلامی کی زندگی بسر
قال ما انا بمفارق ہذا	کرنا چاہتا ہے و زید نے کہا
الرجل	میں حضور کی غلامی کو ہر نادا سے
خارج حافظ نے خوب کہا۔	کہیں بہتر سمجھتا ہوں

بولے تو کہ گر بندہ خویشم خوانی
از سر خواجگی کون و مکان بر خیزم
(اے محبوب اگر تو اپنی ولایت میں مجھے غلام کہہ دے تو میں تمام
کون و مکان کی سربراہی کو ٹھوکر مار دوں) اس کے بعد حضور نے انہیں آزاد
فرمادیا، ان سے محبت تو ان کی خوبیوں کی بنا پر حضور کو شروع ہی سے
مغنی، اس واقعہ کے بعد دو چند ہو گئی یہاں تک کہ حضور کے غیر معمولی

واقعات و اعتماد کو دیکھ کر لوگوں نے یہ گمان کر لیا کہ آپ نے ان کو منہ
بیٹھا بنا لیا ہے۔

واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں انتظامی اور فوجی صلاحیتیں
تھیں، متعدد مواقع پر آپ نے ان کو فوجی دستوں کی سرکردگی سونپی
بعض مواقع پر حضور کی غیبت میں وہ مدینہ طیبہ کے امیر بھی رہے

حضرت زید کی عزت افزائی

غلاموں سے متعلق لوگوں کے تصورات تبدیل کرنے کے لیے اور
ان کی عزت افزائی کے لئے حضور نے ان کا نکاح اپنی چھوٹی زاد بہن
حضرت زینب بنت جحش کے ساتھ کر دیا، ان کا تعلق بنی اسد سے
تھا، ان کی والدہ امیمہ بنت عبدالمطلب تھیں، حبيب حضور نے حضرت
زید کے لیے حضرت زینب کو پیغام دیا تو ان کے عزیزوں کو اس
قرارت پر اعتراض ہوا کہ زید ایک آزاد کردہ غلام اور غیر کفو ہیں لیکن
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چاہتے تھے کہ غلاموں سے متعلق لوگوں
کے تصورات و خیالات میں تبدیلی پیدا ہو اور انسانیت کی قدر و منزلت
بالکل ہو اس وجہ سے آپ نے اس نکاح پر اصرار فرمایا بالآخر حضرت
زینب راضی ہو گئیں اور نکاح ہو گیا، نکاح کے بعد منافقین اور منافقات
نے فتنہ اٹھایا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ایک معزز گھرانے کی ایک
بہن خاتون کا دامن اپنے ایک آزاد کردہ غلام کے ساتھ باندھ
رکھا ہے اس قسم کی معاشرتی اصلاحات کو عوام کا ذہن آسانی سے قبول
کرتا اس وجہ سے اس نکاح کے خلاف ایک مخالفانہ فضا پیدا

ہو گئی خاص طور پر اتفاقات نے حضرت زینب کو درغلانے کی پوری
کوشش کی، ان کو غیرت دلائی کہ یہ سخت ظلم ہے کہ ان کو ایک ایسے
شخص کے حوالہ عقد میں دے دیا گیا ہے جو ابھی کل تک ایک زبرد
علام تھا آخر حضرت زینب بشر ہی تھیں کوئی فرشتہ نہیں تھیں، اس
وجہ سے ان کے دل پر بھی ان باتوں کا اثر ہوا،

حضرت زید ایک حساس، خود دار، منکسر المزاج آدمی تھے حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کی دلداریوں کے باوجود اپنی غلامی کے دور کو بھولے نہیں
تھے دوسری طرف سیدہ زینب بکے مزاج میں فی الجملہ تمکنت اور تیزی تھی،
عام حالات میں تو یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے جو خوش گو اور معاشرت
میں خلل انداز ہو لیکن منافقین نے چونکہ تقابلاً گمانی کی بنیاد تھی اس
وجہ سے حضرت زید کو یہ احساس ہونے لگا کہ حضرت زینب اپنے اندر
ایک تفوق کا احساس رکھتی اور اس تعلق کو ناپسند کرتی ہیں بالآخر
انہوں نے ارادہ کر لیا کہ حضرت زینب کو طلاق دیدیں تاکہ ان کی کیسیرگی
بھی رفع ہو جائے اور خود ان کے سر کا بوجھ بھی اتر جائے لیکن کوئی اقدام
کرتے سے پہلے انہوں نے چاہا کہ حضور کا ایما بھی معلوم کر لیں اس لئے
کہ حضور نے یہ رشتہ کرایا عقاب حب حضور سے انہوں نے اپنے ارادہ کا
ذکر کیا تو آپ نے پوچھا کہ کیا ان کی طرف سے کوئی ایسی بات ظاہر ہوئی
ہے جو تمہیں شک میں ڈالنے والی ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ ایسی
کوئی بات ہرگز نہیں ہے لیکن وہ اپنے خاندانی شرف کا احساس رکھتی
اور اس کا اظہار بھی کرتی ہیں اور یہ چیز میرے لئے باعث اذیت ہے
حضور نے اس پر سختی سے ان کو ارادہ طلاق سے روکا اور خوفِ خدا یاد دلایا

اس لئے کہ مجھ کو اپنا ایک ذاتی احساس اس بات کی کوئی معقول وجہ نہیں ہے کہ بیوی کو طلاق دے دی جائے۔

حضور کی پریشانی کی مختلف وجوہ

حضرت زید کا یہ ارادہ مختلف وجوہ سے حضور کے لئے پریشانی کا باعث ہوا۔

۱۔ اول تو اس وجہ سے کہ حضور ہی نے جیسا کہ اوپر گزرا ہے ایک نہایت اعلیٰ مقصد سے یہ رشتہ کرایا تھا قدرتی طور پر آپ کی آرزو یہی تھی کہ منافقین و منافقات کی ریشہ دوانیوں کے علی الرغم ذلّیقین تو شگوری کے ساتھ تباہ کرتے رہیں اور یہ رشتہ کامیاب ہو۔

۲۔ دوسری وجہ یہ تھی کہ اس طلاق سے حضرت زینب کی حیثیت عربی کو بڑا نقصان پہنچتا اور ان کا غم دہرا ہو جاتا پہلے تو انہوں نے منافقین و منافقات کے یہ طعنے سنے کہ ایک آزاد کردہ غلام کی بیوی ہیں اور اس طلاق کے بعد لوگ یہ طعنہ دیتے ہیں کہ ایک آزاد کردہ غلام کی مطلقہ ہیں۔

۳۔ تیسری وجہ یہ تھی کہ حضور اس سارے واقعہ کی ذمہ داری اپنے اوپر سمجھتے تھے اس وجہ سے حضرت زینب کی دلدادگی ضروری خیال فرماتے تھے، آپ کے دل میں یہ خیال تھا کہ اگر زید نے طلاق دیدی تو زینب کی دلدادگی کی واحد شکل یہ باقی رہ جائے گی کہ حضور ان کو خود اپنے نکاح میں لے لیں لیکن اس صورت میں اس سے بڑے ایک دوسرے قلعے کے اٹھ کھڑے ہونے کا اندیشہ تھا کہ لوگ کہیں گے کہ آپ نے اپنے منہ بولے بیٹے کی مطلقہ سے نکاح کر لیا علاوہ ازیں اس میں یہ

شکل بھی تھی کہ عام مسلمانوں کے لئے ازواج کے باب میں چار تک کی تحدید کا حکم نازل ہو چکا تھا اور اس وقت حضور کے نکاح میں چار بیویاں تھیں۔

ان مختلف وجوہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دلی خواہش تھی کہ حضرت زینب طلاق نہ دیں چنانچہ آپ باصرار ان کو اس ارادہ سے روکتے رہے لیکن حضرت زینب حالات کا مقابلہ نہ کر سکے ان کے دل میں یہ بات بیٹھ گئی کہ یہ سارا بہتگامہ ان کے اس نکاح کے سبب سے اٹھا ہے۔ اور اس کا علاج یہی ہے کہ وہ طلاق دیدیں تاکہ حضرت زینب کی جان بھی ضیق سے چھوٹے اور ان کو بھی اطمینان کا سانس لینے کا موقع ملے چنانچہ انہوں نے طلاق دیدی، حضرت زینب کو اس طلاق سے صدمہ ہوا روایات میں آتا ہے کہ ان کو حیب اس کی اطلاع ملی تو انہوں نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا

جب بات یہاں تک پہنچ گئی تو جیسا کہ اوپر گزرا، حضور نے حضرت زینب سے (عدت کے بعد) نکاح کر لینا چاہا لیکن منہ بولے بیٹے کے معاملے میں جاہلیت کی جو رسم تھی اس کے سبب سے اور تحدید نکاح کے سبب سے بھی آپ متروک تھے بالاخر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو ہدایت ہوئی کہ لوگوں کی مخالفت سے بے پروہ ہو کر آپ یہ نکاح کر لیں تاکہ آپ کے عمل سے ایک غلط رسم کی اصلاح ہو جائے اور دین فطرت کے اندر ایک خلاف فطرت چیز جو گھسی ہوئی ہے اس کا خاتمہ ہو اللہ تعالیٰ کی اس ہدایت کے بموجب آپ نے حضرت زینب سے نکاح کر لیا۔ (تدبر قرآن، ۲۲۹، ۱۵)

Nafse Islam

ایک غیر مستند روایت

نفس اسلام

WWW.NAFSEISLAM.COM



جب تفصیلی واقعہ آپ کے سامنے آچکا تو
 اب ہم اس روایت کا تجزیہ کرنا چاہتے ہیں جو مخالفین کا واحد
 سہارا ہے، وہ روایت مستدرک اور طبقات ابن سعد میں یوں ہے
 کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زید کے ہاں تشریف لائے مگر وہ
 گھر نہ تھے، ان کی بیوی حضرت زینب بنت جحش نے عرض کیا میرے
 ماں باپ قربان آقا زید گھر نہیں، آپ اندر تشریف لائیے مگر آپ اندر
 داخل نہ ہوئے۔

حضرت زید گھر آئے بیوی نے اطلاع دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 تشریف لائے تھے زید نے کہا تو نے آپ کو بیٹھنے کے لیے عرض کیا تھا؟
 کہا ہاں مگر آپ تشریف فرما نہ ہوئے کہا کیا تو نے آپ سے کوئی شئی سنی
 عرض کیا جب واپس ہوئے تو آپ نے کچھ گفتگو کی مگر میں اسے سمجھ نہ
 سکی، میں نے یہ کلمات سنے سبحان اللہ العظیم، سبحان مصرف القلوب
 زید نے حضور کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ اطلاع
 ملی ہے کہ آپ میرے ہاں تشریف لائے تھے میرے ماں باپ قربان
 شاید زینب آپ کو پسند ہے کیا میں اسے جدا کر دوں؟ حضور نے انہیں
 بار بار سمجھایا مگر انہوں نے زینب کو طلاق دیدی، ان کی عدت گزر چکی
 تھی تو آپ پر وحی نازل ہوئی، آپ نے فرمایا زینب کو بشارت دو کہ
 اللہ نے آسمان پر ان کا نکاح میرے ساتھ فرما دیا ہے اس کے بعد
 آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی وَاذْ تَقُولُ لِلَّذِي نَعْمَ اللَّهُ

(الطبقات، ۸: ۱۰۱) (المستدرک، ۴: ۲۵)

اس واقعہ کو مستشرقین نے بنیاد بنا کر رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پر طعن کیا ہے۔
مستشرق منٹگمری واٹ لکھتا ہے

وقد ذهبت زينب الى
المدينة مع اخوتها
وذو جها محمد بالرغم
من ربيبه زيد بن
حارثه وقد ذهب
محمد فيها بعد حوالى
الستة الرابعة للهجرة
الى بيت زيد للتحدث
اليه وكان زيد غائباً
فشاهد زينب وهي عارية
فاحبها
فمضى وهو يقول لنفسه
سبحان الله متقلب القلوب
والا ہے۔

(محمد بنی المدینہ، ۵۰۵)

یہی بات امیل دو مستغم، اور غوستاف لوبوں نے بھی کہی ہے
حالانکہ انہیں علم ہونا چاہیئے تھا کہ یہ روایت من گھڑت، باطل اور مومنون
ہے، اسے تمام ائمہ محدثین و مفسرین نے باطل قرار دیا ہے، حیب بنیاد
ہی غلط ہے تو اس سے استدلال کیسے درست ہوگا، ہم یہاں

اس روایت کا علمی تجزیہ کرتے ہوئے واضح کرتے ہیں کہ اسے ائمہ امت نے سنداً اور متنناً ساقط، باطل اور موضوع کہا ہے۔

روایت کی سند کا تجزیہ

اس مذکورہ روایت کی سند یہ ہے

قال ابن سعد اخبرنا محمد بن عمر قال حدثني
عبد الله بن عامر الاسلمی عن محمد بن يحيى بن حبان
اس سند میں تین امور ایسے ہیں جو اسے قابل طعن بناتے ہیں۔

۱۔ یہ روایت متصل نہیں

پہلی بات یہ ہے کہ یہ روایت متصل نہیں بلکہ مرسل ہے کیونکہ محمد بن یحییٰ بن حبان تابعی ہیں صحابی نہیں اور انہوں نے صحابی کا ذکر نہیں کیا، ان کا وصال ۱۲۱ ہجری کو ہے

(تہذیب التہذیب، ۹: ۵۰۷)

۲۔ یہ واقفی کی روایت ہے

آپ نے سند میں دیکھا، ابن سعد نے یہ روایت محمد بن عمر الواقفی سے نقل کی ہے اور ائمہ محدثین کے ہاں ان کی روایت مقبول نہیں۔

۱۔ عظیم محدث شیخ ذکریا بن یحییٰ الساجی لکھتے ہیں۔

محمد بن عمر الواقفی قاضی بغداد محمد بن عمر الواقفی کو
محمد بن عمر الواقفی قاضی بغداد متہمم محمد بن عمر الواقفی کو

۲۔ امام بخاری، واقدی کے بارے میں کہتے ہیں۔

مدنی، سکین بغداد متروک مدینہ کے رہنے والے تھے بغداد میں
المحدث ترکہ احمد و سکونت پذیر ہوئے انکی حدیث متروک
ابن المیارک و ابن نمیر ہوتی ہے انکی روایت کو امام احمد، امام
ابن مبارک اور امام ابن نمیر نے ترک کر دیا۔

دوسرے مقام پر کہتے ہیں۔

و کذبہ احمد امام یحییٰ بن معین فرماتے ہیں۔
امام احمد نے انکی تکذیب کی ہے

۳۔ ضعیف، لیس بستی
یقلب الحدیث یہ ضعیف ہیں ان کا کوئی اعتبار نہیں
یہ حدیث میں قلب کرتے ہیں۔
۴۔ امام شافعی رقمطراز ہیں۔

کتب الواقدی کلمہ کذب کتب الواقدی کی تمام کتب سراپا جھوٹ
ہیں۔

۵۔ امام نسائی فرماتے ہیں۔

الضعفاء المعروفون بالكذب
على رسول الله صلى الله تعالى
عليه وسلم اربعة الواقدي
بالمدينة و مقاتل بن حسان
و محمد بن سعيد المصلوب
بالتشام و ذكوا الوابع
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
احادیث میں معروف جھوٹ بولتے
چار افراد ہیں مدینہ میں واقدی
خراسان میں مقاتل، شام میں محمد
بن سعید مصلوب اور حجاز میں
ذکر کیا۔

۶۔ امام ابو داؤد فرماتے ہیں۔

لا اکتب حدیثہ ولا
احداث عتہ ما اشک
میں ان سے حدیث نہیں لیتا
اور نہ ہی ان کے حوالے سے
بیان کرتا ہوں۔

امام ابو حاتم، امام نسائی اور امام اسحاق بن راہویہ کہتے ہیں۔
انہ کان یضع الحدیث یہ حدیث گڑا کرتے تھے۔

(تہذیب التہذیب، ۹: ۳۶۲، ۳۶۸)

(میزان الاعتدال، ۲: ۶۶۶)

۳۔ عبداللہ بن عامر سلمیٰ مقبول راوی نہیں

اس سند میں عبداللہ بن عامر راوی بھی ضعیف ہے، امام احمد،
ابو زرعمہ، ابو عاصم اور امام نسائی نے اسے ضعیف قرار دیا امام ابو حاتم
نے فرمایا متروک ہے۔

امام ابن معین کہتے ہیں۔
ضعیف لیس لبشی
یہ ضعیف ہیں، ان کا کوئی اعتبار
نہیں۔

امام بخاری فرماتے ہیں۔
یتکلمون فی حفظہ،
ان کے حفظ میں محدثین نے
کلام کیا ہے اور یہ مقبول نہیں
ٹاہب الحدیث
شیخ ابن حبان رقمطراز ہیں۔

کان یقلب الاسانید و
المتون ویرفع المراسل
یہ روایت کی سندیں اور متن بدلتے
دلے ہیں اور روایات مرسلہ کو مرفوع

کر دیتے ہیں۔

(تہذیب التہذیب ۵۱: ۲۷۶)

(میزان الاعتدال، ۲: ۴۸۸)

اس کا متن، قرآنی نصوص کے مخالف ہے

جس طرح اس روایت کی سند قابل قبول نہیں اسی طرح اس کا متن بھی خلاف قرآن ہونے کی وجہ سے مقبول نہیں کیونکہ قرآن مجید کی تصریحات و نصوص اس کے برعکس بیان دے رہی ہیں، قرآن مجید کے الفاظ ملاحظہ کیجئے۔

وَإِذْ تَقُولُ لِلَّذِي أَنْعَمَ اللَّهُ
عَلَيْهِ وَالْكَفَّةُ عَلَيْهِ أَنْسَبُ عَلَيْكَ
رُوحَكَ وَاتَّبَعَ اللَّهُ وَخَفِيَ
فِي نَفْسِكَ مَا اللَّهُ مُبْدِيهِ
وَتَخَشَّى النَّاسَ وَاللَّهُ أَحَقُّ
أَنْ تَخْشَاهُ فَلَمَّا قَضَىٰ زَيْدٌ مِنْهَا
وَكُرْأً زَوَّجْنَاهَا لَكُمَا لَوْلَا
عَلَىٰ الْمُؤْمِنِينَ حَرَجٌ فِي أَنْوَاجِ
أَدْبَعِيَاءِهِمْ إِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ
وَطَرًا وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ مَفْعُولًا

اور اے محبوب یاد کرو جب تم فرماتے
تھے اس سے جسے اللہ نے نعمت
دی اور تم نے اسے نعمت دی کہ اپنی
بیوی اپنے پاس رہتے دے اور اللہ
سے ڈراؤ تم اپنے دل میں رکھتے تھے وہ
جسے اللہ کو ظاہر کرنا منظور تھا اور تمہیں لوگوں کے
ظن کا اندیشہ تھا اور اللہ زیادہ سزاوار ہے
کہ اس کا خوف رکھو پھر حیب زید کی غرض اس
نکل گئی تو ہم نے وہ تمہارے کان میں دیدی کہ
مسلمانوں پر کچھ حرج نہ رہے ان کے لیے
کی بیویوں میں حیب اس کا کام ختم ہوا اور اللہ کا نام

(الاحزاب، ۳۶)

یہ آیت مبارکہ ان حقائق پر شاہد عادل ہے۔

آپ نے زید کو طلاق سے بار بار روکا

۱۔ ”اِذَا تَقُولُ“ کے الفاظ سے یہ بات از خود واضح ہو رہی ہے کہ حضور نے یہ بات حضرت زید کو بار بار فرمائی کہ اپنی بیوی کو اپنے نکاح میں باقی رکھو اگر یہ بات ایک ہی مرتبہ کہنے کی نوبت آئی ہوتی تو ”قلت“ کافی تھا۔ تقول کی ضرورت نہیں تھی اس سے معلوم ہوا کہ حضرت زید نے اپنے ارادے کا اظہار حضور کے سامنے متعدد دفعہ کیا اور حضور نے ہر بار اس سے روکا اور خدا کا خوف یاد دلایا۔

۲۔ ”وَاتَّقِ اللَّهَ“ کے الفاظ سے یہ بات نکلتی ہے کہ حضور نے حضرت زید کے ارادہ طلاق کو محض ان کے احساس پر محمول فرمایا کوئی مقولہ دہرا اس اقدام (طلاق) کے لیے آپ نے نہیں پائی اور اگر گزر چکا ہے کہ جیب آپ نے ان سے سوال فرمایا کہ کیا زینب کی طرف سے کوئی ایسی بات تمہارے سامنے آئی ہے جو شک پیدا کرنے کا موجب ہوتی ہے تو انہوں نے صاف کہا کہ اس طرح کی کوئی بات نہیں ہے ان کو کوئی شکایت تھی تو خود ان کے الفاظ میں بس یہ تھی کہ

تَبْعَطْرُ عَلٰی لَشَىٰ فَمَا
وہ میرے مقابل میں اپنے شرف
خانہ دینی کے باعث نفوق کا احساس
رکھتی ہیں۔

ظاہر ہے کہ مجرد یہ بات بیوی کو طلاق دینے کے لیے کافی نہیں ہے اس لیے آپ نے فرمایا اللہ کا خوف کرو، انہیں اپنے پاس رکھو،

اگر معاذ اللہ آپ کا ارادہ ہوتا تو اللہ کا خوف یا دہنہ دلاتے کیونکہ ایسی نیت رکھنے والا شخص خدا کے واسطے دے دے کر کہاں روکتا ہے ؟
۳۔ وَتُخَفِّي فِي نَفْسِكَ مَا اللَّهُ مُبْدِيهِمْ وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللَّهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشَاهُ، کے الفاظ سے پتہ چلتا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کوئی بات دل میں مخفی رکھے ہوئے تھے اور اسے اللہ اشکار کرنا چاہتا تھا۔

فَلَمَّا قَضَى زَيْدٌ مَسْهَا فَطَرَا ذَوَّجْنَكَهَا لَيْكِي لَا يَكُونَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ حَرَجٌ فِي أَزْوَاجِ أَمْهَاتِهِ إِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا کے الفاظ سے اس راز کو اشکار کر دیا گیا یعنی جو راز تم اپنے دل میں رکھتے تھے لیکن لوگوں کے فتنہ میں پڑنے سے اس سے گریز کرنا چاہتے تھے بالاخر اللہ نے اس کے افشا کا سامان کر دیا جب زید نے اپنا تعلق زینب سے بالکل منقطع کر لیا تو ہم نے اس کو تمہارے ساتھ بیاہ دیا تاکہ منہ بونے بیٹوں کے معاملے میں ایک خلاف فطرت رسم جو قائم ہو گئی ہے اس کی اصلاح ہو اور کوئی ناروا قسم کی پابندی لوگوں پر اس معاملے میں باقی نہ رہے۔

جب قرآن نے راز اشکار کر دیا

جب خود اللہ تعالیٰ نے اس مخفی راز کی نشاندہی فرمادی کہ آپ کے دل میں یہ خیال تھا کہ اگر زید نے طلاق دیدی تو زینب کی ولداری کی واحد صورت یہ باقی رہ جائے گی کہ حضور ان کو خود اپنے نکاح میں لے لیں لیکن اس صورت میں اس سے بڑے ایک دوسرے فتنے کے اٹھ

کھڑے ہونے کا اندیشہ تھا کہ لوگ کہیں گے کہ آپ نے اپنے منہ بولے بیٹے کی مطلقہ سے نکاح کر لیا لیکن اللہ تعالیٰ کا فیصلہ یہی تھا کہ اس رسم بد پر ضرب کاری لگائی جائے اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو زینب سے نکاح کا حکم دے کر اس راز کو اشکال کر دیا۔ تو اب اس تشریح کے علاوہ کسی شی کو راز قرار دینا قرآن کی مخالفت ہوگی اگر اس روایت مذکورہ کو قبول کر لیا جائے تو معاذ اللہ راز یہ ہوگا کہ آپ زینب سے نکاح کے خواہش مند تھے مگر زبان سے حضرت زید کو طلاق سے منع کرتے رہے تو قرآن کے خلاف لازم آئے گا حضرت ملا علی قاری رقمطراز ہیں۔

ان اللہ تعالیٰ اعلمہ	اللہ تعالیٰ نے آپ کو آگاہ فرما دیا
انہ تبدی و یتھرما	کہ وہ آپ کے خفی امر کو ظاہر کرنے
۱ بحقہ و لم یتھر غیر	والا ہے اور ماسوائے اس بات کہ
تزو یجھا فیہ فقالی	اللہ تعالیٰ نے زینب کے ساتھ
ز و جنکھا قلو کان الذی	آپ کا نکاح کر دیا ہے کوئی دوسری
افھر رسول اللہ صلی اللہ	بات ظاہر نہیں کی کیونکہ الفاظ میں
تعالیٰ علیہ وسلم حجتها و	”ز و جنکھا“ ہم نے زینب کے ساتھ
طلاقھا کان یتھر ذلک	تمہارا نکاح کر دیا ہے اگر اس کے
لانہ لا یجوز ان یخواتہ	علوہ حصوہ کے دل میں کوئی معاملہ
یتھر ثم یکتہ فلا یتھرہ	ہوتا مثلاً زینب سے محبت یا اس کو

طلاق دلانے کا ارادہ تو اسے ضرور

ظاہر کیا جاتا کیونکہ یہ وہی ہوتا ہے کہ

دشرح الشفاء ۲۰: ۱۲۲۸

پہلے اظہارِ کاکہہ کر پھر اسے مخفی رکھا
جائے۔

شیخ محمد عبد اللہ مصری کہتے ہیں کہ قرآن کریم کے الفاظ اور روایت مذکورہ
میں تضاد ہے، قرآن کے الفاظ ہرگز ہرگز اس روایت کے مقہوم پر دل نہیں۔

اما والله لولا ما ادخل الضعفاء	اللہ کی قسم اگر ایسی روایت کی طرح
والمؤمنون من مثل هذه	روایات گھڑنے اور جھوٹ پوسنے
الرواية ما فطر ربنا مطع	والے نہ ہوں تو آیات قرآنی پر غور
على الآية الكريمة شئ	کرتے والا شخص کوئی ایسی چیز نہیں
مما يؤمنون اليه فان	پاسکتا جسے انہوں نے روایت
نص الآية طارحاً لا يحتمل	مذکورہ میں بیان کیا ہے کیونکہ الفاظ
مضاه التاويل ولا يذهب	آیت تمہایت ہی واضح ہیں ان
الى النفس منه الا ان القنا	میں کسی ہیر پھیر کی کوئی گنجائش نہیں
كان على التمثل في الامر	مطالعہ کے بعد یہی بات حاصل ہوگی
والتزيت به وان الذي كان	کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جس معاملہ
يخفيه في نفسه هو ذلك	پر آیت نازل ہوئی وہ آپ کا معاملہ
الامر الالهى الصا در اليه	میں تاخیر کرنا تھا، اور اپنے دل میں
بان يهدم تلك الصلة	جوابات رکھے ہوئے تھے وہ یہی
المتصلة في نفوس العرب	تھی کہ آپ کو اللہ کی طرف سے
وان يتناول المعول هدمها	یہ حکم آچکا تھا کہ اس رسم بد کو ٹوٹوں
كما قد مر له ان يهدم	کے قدموں سے جڑ سے اکھاڑ پھینکو
اصنامهم بيده الاول	اور خود اس پر قدم اٹھاؤ جیسا کہ فتح

مکہ کے وقت اپنے لائحوں سے تہوں
کو توڑنے کا حکم دیا گیا تھا۔

مرۃ عند فتح مکة
(رسالة فی تفسیر الفاتحة ۲۰۱)



روایات صحیحہ بھی اس کا رد کرتی ہیں

جو بات صحیح روایات میں ہے وہ اتنی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سچ پر
 پر ضرب کاری لگوانے کے لئے حضور علیہ السلام کو اس فیصلہ سے آگاہ
 کر دیا تھا کہ عنقریب زینب کو زید طلاق دیدیں گے اور آپ سے ان
 کا نکاح ہوگا، حضور علیہ السلام نے زید کو اس بات سے آگاہ نہ فرمایا
 بلکہ یہ بات اپنے دل میں رکھی اور یہ خیال فرمایا کہ اس سے ایک بہت
 بڑا فتنہ برپا ہو جائے گا، اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم اس راز کو واضح
 کر دیں گے۔

امام بغوی اپنی تفسیر میں سفیان بن عیینہ سے روایت کرتے ہیں
 کہ علی بن زید بن جعدان کہتے ہیں کہ مجھے امام زین العابدین نے پوچھا کہ
 حضرت ابوالحسن (علی) رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد گرامی کا کیا معنی کیا
 کرتے تھے؟ تو میں نے بتایا کہ جب زید نے حضور کی بارگاہ میں آکر عرض
 کیا اے اللہ کے نبی میں زینب کو طلاق دینا چاہتا ہوں تو آپ نے اسے
 پسند کیا مگر زید کو کہا کہ اسے طلاق نہ دو، امام زین العابدین نے اس کی
 تردید کرتے ہوئے فرمایا

لیس کذلک قال اللہ	معاظہ اس طرح نہیں ہے کیونکہ
قد علمہ انہما ستکون	اللہ تعالیٰ نے آپ کو اطلاع دی
من اذواجه وان زیداً	تھی کہ زید زینب کو طلاق دے
سیطنتھا فلما جاء زید	دیں گے اور ان کا نکاح آپ سے
قال انی ارید ان اطلقھا	ہوگا جب زید نے آکے کہا کہ میں

قال اسك عليك زوجك طلاق دینا چاہتا ہوں تو آپ نے
تعاتبه الله تعالى فقال فرمایا اسے نکاح میں رکھ لو پس
لم قلت اسك عليك اللہ تعالیٰ آیت نازل فرمائی کہ
زوجك وقد علمتک آپ نے اسے روکنے کا کیوں
انها ستكون من ازواجك فرمایا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے
مطلع فرما دیا تھا کہ یہ عنقریب آپ
کی بیوی بنے گی۔

حضرت ملا علی قاری امام بغوی سے یہ روایت نقل کرنے کے بعد لکھتے
ہیں۔

هذا هو الولي والايق انبيا عليهم السلام کی شان کے یہی
بحال الانبياء وهو مطابق لائق ومناسب ہے اور آیات
للکلاوة قرآنی کے مطابق بھی یہی ہے۔

(شرح الشفاء، ۲/۳۸۱)

حضرت قاضی عیاض فرماتے ہیں

واصح ما في هذا ما حكاہ اہل التفسیر عن علی بن
حسین ان الله تعالى كان اعلم نبيه ان زينب ستكون
من ازواجه قلما شكها اليه زيد قال له اسك عليك
زوجك وانتق الله وانحقی اہل تفسیر نے جو کچھ اس سلسلہ میں
روایت کیا ہے اس میں صحیح ترین
وہی روایت ہے جو حضرت علی بن
حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے
کہ اللہ تعالیٰ انجمنے نبی کو آگاہ فرما دیا
تھا کہ عنقریب زینب تمہاری بیوی
بنے گی جب زید نے شکا بہت کی تو

مافی نفسه ما علمہ اللہ یہ
من اتہ سیز وجہا بحا اللہ
میدیدہ ومنظرہ بتمام
التزوید و تطلیق زیدلہا
(الشفاء، ۲: ۸۷۹)

آپ نے انہیں طلاق نہ دینے کا
حکم دیا اور اس معاملہ کو مخفی رکھا
جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتا دیا تھا
تو اللہ تعالیٰ نے اس کو ظاہر فرما دیا
کہ زید نے طلاق دیدی اور حضرت
زینب کا نکاح آپ سے ہوا۔

ان روایات کی تائید اللہ تعالیٰ کے یہ الفاظ بھی فرما رہے ہیں "و کات
امراً اللہ مقعولاً" یعنی حضور کے لئے زینب کے ساتھ نکاح کو تا ضروری اور
اللہ کا ہی حکم ہے۔

اس کے بعد قاضی عیاض لکھتے ہیں۔

و یوضح هذا ان الله لم یبد
من امره معها غیر زوجا
لما قتل الله الذی احقاه
صلی الله علیہ وسلم ما کات
اعلمہ یہ تعالیٰ
(الشفاء، ۲: ۸۷۹)

قرآنی الفاظ کے ذریعے اللہ تعالیٰ
نے آپ کے زینب سے نکاح
کے علاوہ کسی اور شی کا اظہار نہیں
فرمایا جو واضح کر رہا ہے کہ یہاں
مخفی شی وہی تھی جس سے اللہ
نے آپ کو آگاہ فرمایا تھا۔

قرآن کریم اور صحیح روایات نے واضح کر دیا کہ روایت مذکورہ میں جو کچھ
بیان ہوا ہے وہ تمام کا تمام من گھڑت ہے اس لئے یہ روایت ہرگز قابل
قبول نہیں۔

انہیں آپ نے پہلی دفعہ ہی نہ دیکھا تھا

اس روایت کے موضوع ہونے پر یہ بات بھی وال ہے کہ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھوپھی زاد ہیں، انہیں آپ نے پہلی دفعہ ہی نہ دیکھا تھا بلکہ ان کی پمورش آپ کے ساتھ ہوئی آپ نے انہیں ہمیشہ سے دیکھا اور انہوں نے آپ کو دیکھا تھا۔

قاضی عیاض امام عبدالکریم بن ہوازن القیشری سے نقل کرتے ہیں۔

یہ نہایت گستاخی و بے ادبی اور	هذا اقدام عظیم من قائلہ
حضرت علیہ السلام کے رتبہ و مقام کی	وقلة معرفة بحق النبی
معرفت میں کمی ہے یہ کیسے کہا جا	صلی اللہ علیہ وسلم وبقضه
سکتا ہے کہ آپ نے انہیں دیکھا تو	وکیف یقال راتھا فاعجیبه
وہ آپ کو پسند آگئیں حالانکہ وہ آپ کی	وہی بنت عمته ولم
بھوپھی زاد ہیں آپ نے انہیں پیش	ینزل یراھا متد ولدت
سے کر اب تک دیکھا تھا اور آپ	ولاد کان التواء یجتنب من مته
صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نکاح خود	صلی اللہ علیہ وسلم وھو
حضرت زید سے کروایا	ذوجھا لزید

(التقاء بالتعرف حقوق مصطفیٰ ۱۲۰: ۸۰)

آپ سے نکاح کی خواہش کے باوجود حضرت زید سے نکاح کروایا

سورۃ احزاب میں آیت کریمہ ہے۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُبِينًا (الاحزاب)

جب اللہ اور اس کے رسول کوئی فیصلہ فرمادیں تو کسی مومن مرد و عورت کے لیے اس کے بعد اپنے معاملہ میں کوئی اختیار نہیں رہ جاتا اور جس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی وہ واضح طور پر گمراہ ہو گیا۔

اس کا شان نزول یہ ہے کہ جب حضور علیہ السلام نے حضرت زینب کو پیغام نکاح بھیجا تو انہوں نے یہ سمجھتے ہوئے اسے خوشی سے قبول کر لیا کہ عقد آپ سے ہوتا ہے مگر جب انہیں علم ہوا کہ نکاح حضرت زید سے ہو رہا ہے تو انہوں نے اور ان کے بھائی حضرت عبداللہ بن جحش دونوں نے ناپسندیدگی کا اظہار کیا اور کہا کہ میں آپ کی بھوپچی زاد ہوں اور زید غلام ہے لیکن حضور علیہ السلام نے شرفِ انسانیت کی خاطر اس پر اصرار فرمایا تو یہ آیت مبارکہ اور حکم نازل ہو گیا جب اللہ کا رسول فیصلہ فرمادے تو اب کسی سلطان مرد یا عورت کو انکار کا حق نہیں رہ جاتا، ملا علی قاری نے ہی شان نزول ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

فلما خطب رسول الله صلى الله عليه وسلم زينب دهخيت وطلت انه يخطبها لنفسه فلما علمت انه يخطبها لزيد ابيت وقالت اما اينته عمتك يا رسول الله فلا ارضاها لنفسك وكذلك كره اخوها عبد الله بن جحش فنزل

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب کو پیغام نکاح بھیجا تو انہوں نے گمان کیا کہ شاید آپ نے مجھے اپنے ساتھ نکاح کے لیے کہا ہے تو نہایت خوش ہوئیں مگر جب انہیں اطلاع ملی کہ زید کے لیے ہے تو انکار کرتے ہوئے کہا یا رسول اللہ میں آپ کی بھوپچی

قوله تعالى وما كان لمؤمن
 ولا مؤمنة اذا قضى الله و
 رسوله ان يكون لهم الخيرة
 من امرهم فلما سمعوا ذلك
 رضيا بما عهد اليهم وجعلت
 امرها بيد رسول الله صلى الله
 عليه وسلم فانكحها رسول الله
 صلى الله عليه وسلم زيدا
 (شرح الشفاء، ۲: ۳۴۶)

ہوں میں زید کو پسند نہیں کرتی، اس
 طرح اس کے بھائی عبداللہ بن جحش
 نے بھی اسے ناپسند کیا تو اس پر
 اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی
 کہ حبیب اللہ اور اس کا رسول کسی
 مومن مرد و عورت کے کسی معاملہ
 میں فیصلہ کر دیں تو انہیں کوئی
 اختیار نہیں رہ جاتا۔ حبیب زینب
 نے یہ حکم سنا تو وہ فی الفور راضی
 ہو گئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ
 میرا معاملہ آپ کے ہاتھ میں ہے
 تو آپ نے ان کا نکاح زید سے
 فرما دیا۔

ذرا سوچتے حبیب وہ حضرت زید سے نکاح سے پہلے خود آپ صلی اللہ
 علیہ وسلم سے نکاح کی خواہش کا اظہار کر رہی ہیں اور آپ ان سے نکاح نہیں فرما
 رہے، اب طلاق کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نکاح فرما رہے ہیں تو اپنی خواہش
 سے نہیں بلکہ اپنے رب اکرم کے حکم سے فرما رہے ہیں تاکہ رسم بدتاقیامت ختم
 کر دی جائے۔

ائمہ امت کی تصریحات

اب آخر میں ائمہ امت کی چند تصریحات بھی ملاحظہ کیجئے جن میں اس روایت کو موضوع کہا ہے

۱۔ امام ابن العربیؒ مذکورہ روایت اور اس طرح کی دیگر روایات پر تفصیلی گفتگو کرتے ہوئے فی تنقیح الاقوال و تصحیح الحال (تنقیح اقوال اور صحت حال) کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں کہ ہم نے متعدد مقامات پر واضح کر دیا ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام نہر قسم کے گناہوں سے معصوم و مامون ہوتے ہیں اور ہم نے یہ بھی واضح کیا کہ بہر نبی کے بارے میں وہی کیے جو اللہ نے فرمایا اس پر اضافہ نہ کیا جائے کیونکہ روایات اور اخبار میں ایسا اضافہ اور زیادتی بھی ممکن ہے جس کی وجہ سے اسلام اور بانی اسلام پر طعن کا موقع ملتا ہے

فہذا محمد صلی اللہ علیہ وسلم	یہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
ما عصى قط ربه لا في حال	کی ذات اقدس ہے جس
الحياھلية ولا بعدھا تکرمة	نے کبھی اللہ کی نافرمانی کا کبھی
من اللہ وتفصلاً وجلاً لا	سوچا بھی نہیں نہ دور جاہلیت
احله به المحل الجلیل الرفیع	میں اور نہ اس کے بعد آپ
لیصاح ان یقعد معه علی	پر اللہ تعالیٰ کا خصوصی کرم
کرسیہ للفصل بیت	لطف اور فضل ہے کہ اللہ
المخلوق فی القضا یوم	تعالیٰ آپ کو قیامت کے
الحق وما زالت الاشیاب	دن تمام مخلوق کے فیصلے کے
الکرمیة والنسائل السلیمة	لیے اپنے ساتھ اپنی نشست

تحیہ یہ من جمیع حیوانہ
 والطرائف التحیۃ تشتمل
 علی جملة الخیرات والقرناء
 الا افراد یحیون لہ و
 الاصحاب الا مجاد یتفقون
 لہ من کل طاہر الجیب
 سالم عن العیب ہری
 من الریب یاخذ
 نہ عن العزلة ویتقلونہ
 عن الوحدة فلا ینقل
 الا من کرامة الی کرامة
 ولا ینزل الا منازل الملائکة
 حق فی یایحی نقابا کرم
 الخلق سلیقة واصحابا
 وکانت عصمتہ من
 اللہ فضلا لا استحقاقا
 الا یتحق علیہ شیارحة
 لا مصلحة لما تقوله القدیر
 الخلق بل مجی دکرامة لہ
 ورحمة بہ وتفضل علیہ
 واصطفاء لہ فلو یقل

جیسے بلند مقام پر فائز فرمائے
 گا۔ ہمیشہ اہم اسباب اور
 سلامتی والے وسائل نے
 آپ کا احاطہ کیئے رکھا، عمدہ
 ذرائع پر آپ کے احوال
 قائم رہے، آپ کے ترین
 نے آپ سے تعاون کیا، مبارک
 فرشتوں سے آپ کا تعلق ہے
 آپ ہر عیب سے محفوظ
 اور ہر شک سے بری ہیں،
 عزلت و وحدت سے تبلیغ
 کی طرف لانے کے لیے فرشتوں
 کا نزول ہوا آپ کرامت سے
 کرامت کی طرف ہی بڑھے
 آپ منازل سلامتی پر رہے
 حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے پردہ
 بٹا دیا۔ آپ عادات کے
 اعتبار سے سب سے بزرگ
 ہیں، آپ کی عصمت آپ
 کا استحقاق نہیں بلکہ فضل الہی
 ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ آپ کی اس

قط لا فی ذنب صغیر حاشا
 لله ولا یکبر ولا وقع فی
 امر یتعلق به لاجلہ نقص
 ولا تعبیر و قدمہ قدال
 فی کتب الاصول و هذه
 الروایات محلہا ساقط
 الا سانید

(احکام القرآن ۳۱: ۱۵۴۳)

تہیں نہ بطور رحمت اور نہ بطور
 مصیبت جیسا کہ قدریہ کا عقیدہ ہے
 بلکہ یہ محض اس کی طرف سے
 رحمت اور فضل ہے، آپ پر تو
 اس کا خصوصی فضل و لطف ہے
 آپ تو اس کا انتخاب ہیں حاشا و کلا
 آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی بھی کسی گناہ
 میں مبتلا نہیں ہوتے نہ صغیرہ میں اور
 نہ کبیرہ میں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم
 سے ایسا کوئی عمل سرزد نہیں ہوا کہ
 اسکی وجہ سے کوئی نقص اور عار
 محسوس ہو ہم نے کتب اصول
 میں اس پر طویل تمعین بیان کیا
 دیا ہے اور ان تمام روایات
 کی کوئی سند ثابت نہیں۔

۲۔ حضرت قاضی عیاض اس معاملہ کو داہنچ کرتے ہوئے فرماتے ہیں
 یہ ممکن ہی نہیں کہ حضور علیہ السلام کسی شئی کا حکم دیں یا اس سے منع
 اور اپنے دل میں اس کے خلاف رکھیں، حضور علیہ السلام کا ارشاد گرامی
 ما کان لنبی ان تکن لہ
 خائفة الا علین
 کسی نبی کے یہ شایان شان ہی
 تہیں کہ وہ آنکھ کی خیانت کرتے
 والا ہو۔

(سنن البیہقی، ۱: ۲۶۶)

توجہ نبی کا یہ عالم ہے تو وہ دل کا خائن کیسے ہو سکتا ہے؟ اب اگر کوئی پوچھے کہ آیت کریمہ

وَتَخْفَىٰ فِي نَفْسِكَ مَا اللَّهُ مُبْدِيهِ
وَتَخْفَىٰ النَّاسَ

جیسے اللہ ظاہر کرنے والا ہے

کا کیا مفہوم ہے۔

فَاعْلَمْ لَا تَسْتَرْبِي فِي تَنْزِيهِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا
الظَّاهِرُ وَالْإِمْرُؤُ الْمُرِيدُ
بِامْسَاكِهَا وَهُوَ يَحِبُّ بِتَطْلِيْقِهِ
إِيَّاهَا لِمَا ذَكَرَ عَنْ جَمَاعَةٍ
مِنَ الْمُفَسِّرِينَ وَاصْصَحَّ مَا فِي
هَذَا مَا حَكَاهُ أَهْلُ التَّفْسِيرِ
عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ

یہ جو کچھ بعض لوگوں نے بیان
کیا کہ آپ نے طلاق دلوںے کا ارادہ
رکھتے ہوئے زید کو طلاق سے منع
کیا اس سے اللہ کے حبیب کی ذات
منترہ و میرا ہے اس سلسلہ میں
صحیح وہی روایت ہے جو مفسرین
نے حضرت علی بن حسین رضی اللہ
تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے

(الشفاء ۲: ۸۷۹)

کچھ آگے چل کر لکھتے ہیں۔

وَأَمَّا تَنكَرُ تِلْكَ الزِّيَادَاتِ
الَّتِي فِي الْقِصَّةِ وَالتَّعْوِيلِ
وَالْأَوَّلَىٰ مَا ذَكَرْنَاهُ عَنْ
عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ
تَعَالَىٰ عَنْهُمَا

اس سلسلہ میں روایات کے
اندر جو اضافات ہیں ان کا انکار
کیا جائے گا، معتد اور صحیح قول
وہی ہے جو حضرت علی بن حسین
(آما زین العابدین) سے مروی ہے

(الشفاء ۲: ۸۸۲)

۳۔ عظیم محدث ابن نورک تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

ومن ظن ذلک بالنبی صلی
اللہ علیہ وسلم فقد اخطأ
جو شخص یہ گمان کرے کہ اللہ کے
حبیب کے اندر ایسا معاملہ تھا
تو وہ نہایت ہی غلط شخص ہے
(الشقاء، ۲: ۸۸۲)

۴۔ حافظ ابن کثیر تصریح کرتے ہیں کہ ایسی روایات سے استدلال تو کجا یہ
تو قابل ذکر ہی نہیں ہیں۔

احببنا ان نصرب عنها
صفحا لعدم صحتها فلا تودها
ہم ایسی روایات سے عدم صحت
کی وجہ سے اعراض کرتے ہوئے
انہیں ذکر ہی نہیں کر رہے۔
(تفسیر القرآن العظیم، ۳: ۴۹۱)

۵۔ امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد انصاری القرطبی ایسی روایات کے راویوں کو
جاہل قرار دیتے ہوئے رقمطراز ہیں

فاما ما روى ان النبي صلى الله
عليه وسلم هوى زينب امرأة
زيد وريها اطلق بعض المجان
لفظ عشق فهذا انما يصدك
عن جاهل بحصمة النبي صلى
الله عليه وسلم عن مثل هذا
یہ جو نقل کیا گیا کہ نبی اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم زید کی بیوی کو چاہتے تھے
بعض پاگلوں نے تو یہ کہہ دیا کہ آپ
نے اس سے عشق کیا یہ باتیں اس
سے صادر ہو سکتی ہیں جو عصمت
نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جاہل یا
آپ کا بے ادب و گستاخ ہو۔
و مستحق مجرم ہو۔

(المجامع لاحکام القرآن، ۴: ۱۳۳)

۶۔ علامہ محمود آلوسی لکھتے ہیں یہ قصہ من گھڑت ہے اسے کسی صورت قبول
نہیں کیا جاسکتا

وللقصاص في هذه القصة
كلام لا ينبغي حيز القبول
بعض قصہ بیان کرتے والے کی
کچھ گفتگو ہے جو کسی طرح بھی قبول
نہیں کی جاسکتی۔ (روح المعانی، ۲۲: ۲۴)

۷۔ آگے چل کر شرح مواقف کے حوالے سے تحریر کیا۔

ان هذه القصة محايجب
صيانة النبي صلى الله عليه وسلم
عن مثله
یہ ایسی روایت ہے جس سے
نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی
ذات اقدس کو محفوظ رکھنا ضروری
(روح المعانی، ۲۲: ۲۵) ہے۔

۸۔ حافظ ابن حجر عسقلانی ایسی روایات کے بارے میں لکھتے ہیں۔

ووددت ان اثار اخرى اخرجها
ابن ابي حاتم وايطري وقلها
كثير من المفسرين لا ينبغي
التاغل بها
کچھ ایسی مرویات ہیں جنہیں ابن
ابی حاتم اور طبری نے تخریج کیا اور
متقدم مفسرین نے انہیں نقل کر دیا
حالانکہ ان کا تذکرہ اور نقل کر
بہرگز بہرگز جائز نہیں۔ (فتح الباری)

WWW.NAFSEISLAM.COM



حضور ﷺ کے متعدد نکاحوں پر اعتراضات
کا
تحقیقی جواب



تالیف

شیخ محمد علی صابونی

استاذ جامعہ ام القرى مکة المکرمہ

WWW.NAFSEISLAM.COM

ترجمہ

مولانا محمد عارف سعید ہمدانی

نام کتاب حضور کے متعدد نکاحوں پر اعتراضات
 کا تحقیقی جواب
 تالیف مفسر قرآن شیخ محمد علی صابونی
 ترجمہ مولانا محمد عارف سعید ہمدانی
 نظر ثانی علامہ غلام نصیر الدین چشتی
 ناشر عالمی دعوت اسلامیہ

نافس اسلام

WWW.NAFSEISLAM.COM

شرفِ انتساب

یہ حقیر سا تذرائۂ عقیدت
 ائمہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن
 کے حضور جن کے وسیلۂ میار کہ سے مسلمانوں کو سرکارِ دو عالم
 صلی اللہ علیہ وسلم کی خانگی سنتوں کی اتباع کا طریقہ معلوم ہوا۔
 گر قبولِ افتدز ہے عز و شرف

محمد عارف سعید بہمدی

WWW.NAFSEISLAM.COM

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

قبل ان اسلام معاشرۂ عرب کی حالت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ عرب ہر اس چیز کو اپنا معبود بنا لیتے تھے جو کہ ان کی عقل و فہم سے ماورا ہوتی تھی اور خاص طور پر انہوں نے پتھروں کو خود اپنے ہاتھوں سے تراشا اور پھر اسی کی عبادت بھی کرتے گئے۔ اس کے علاوہ وہ ہر قسم کی اخلاقی و معاشرتی برائی میں مبتلا تھے یہاں تک کہ ہادی امت رسول خدا امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو ظلمتوں کی دبیز تہیں آہستہ آہستہ اترنے لگیں اور ان کی جگہ نور نے اپنا بسیرا شروع کر دیا اور پھر ۲۳ تنہیں برس کے عرصہ کے بعد ایک وقت وہ آیا حبیب اسلام مکمل طور پر سامنے آگیا اور اعلان کر دیا گیا کہ آج کے بعد کوئی مشرک یا کافر بیت اللہ میں داخل نہیں ہو سکتا بلکہ صرف مؤمن ہی اس میں داخلہ کا اہل ہے یہ سب کچھ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور سیرت و کردار کی وجہ سے حاصل ہوا۔ اس دوران آپ نے اسلام اور اہل اسلام کی عزت کے لیے مختلف خاندانوں کے ساتھ رشتہ مصاہرت قائم کر کے نہ صرف ان خاندانوں کو پہلے سے زیادہ محترم بنا دیا بلکہ اسلام کی عدوی قوت میں بھی اضافہ فرمایا جس کی وجہ سے مختلف مواقع پر مسلمانوں کو کامیابی حاصل ہوئی۔ لیکن بد زبان جھوٹے اور مکار متشرقین کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا زیادہ شادیاں کرنا پسند نہ آیا اور آپ کے وصال کے بعد انہوں نے اس پہلو سے آپ کی

شانِ اقدس میں گستاخیاں اور الزام تراشیاں شروع کر دیں کہ
 آپ (نعوذ باللہ من ذلک) شہوت پرست اور اپنی خواہشات
 کے تابع تھے اسی وجہ سے آپ نے خود چار سے زیادہ،
 عہدیاں کیں۔ (جیکہ اپنی امت کے لیے بیک وقت چار شادیوں کی
 احکامات دی) وغیرہ۔

ان افتراء پر دازیوں اور بہتان تراشیوں کا مقصد صرف یہی تھا کہ
 مسلمانوں کے نزدیک خدا تعالیٰ کے بعد سب سے بڑھ کر جو ہستی
 محبوب و مکرم ہے اسکی ذات مقدسہ پر اس پہلو سے کچھ پڑا چھال
 کر اندازہ لگایا جائے کہ کیا مسلمان اپنی انتہات کے حوالہ سے سرکارِ دو
 عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخوں پر خاموشی کی مہر
 لگا کر بیٹھے رہیں گے یا کہ کوئی عاشقِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء ہماری
 مہر لگانے کی جرأت کرے گا۔ لیکن شاید انہیں اندازہ نہ تھا کہ مسلمانوں
 کی مذہبی غیرت و حمیت کا ابھی اتنا جنازہ نہیں نکلا کہ وہ اپنے آقا
 علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شانِ ارفع و اعلیٰ میں کی جانے والی گستاخیوں
 پر گستاخیاں احمد مجتہبی سے مواخذہ نہ کریں اور انہیں دندان شکن
 جواب نہ دیں۔ چنانچہ ان گمراہ مستشرقین کی طوطیاں بند کرنے کے لیے
 آج سے ۲۷ برس پہلے الملکہ۔ المکرمتہ یونیورسٹی کے استاد مفسرِ قرآن
 جناب محمد علی الصابونی نے رابطہ عالم اسلام کے دفتر میں حج و عمرہ
 کے سامنے ایک مقالہ پیش کیا جس کا عنوان تھا شہادت و اباطیل حول تعدد
 زوجات الرسول صلی اللہ علیہ وسلم جسے ۱۹۸۰ء میں سنیہ سن عباس شریلی
 نے شائع کیا اور عالم اسلام کے مسلمانوں کی صحیح لڑھائی فرمائی۔

بندۂ ناچیز علوم اسلامیہ کی تحصیل کے دوران اپنے مختلف اساتذہ کی شفقوں سے مستفیض ہوتا رہا جو کہ تحریری میدان میں اس وقت اہلسنت و جماعت کے عقائد کی مختلف ذرائع ابلاغ سے حقیقی ترجاتی کر رہے ہیں انہیں دیکھ کر مجھے بھی تحریری شوق پیدا ہوا اور بالآخر جب جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں موقوف علیہ (بی اے) کا سال آیا تو چند ایک ساتھیوں نے مل کر جامعہ کے طلباء کا ترجمان سلسلہ ماسی رسالہ لوح و قلم کے عنوان سے شروع کیا جس سے اس میدان کی باریکیوں کا کچھ تجربہ حاصل ہوا اس میں راقم کی طرف سے بھی چند مضامین کو شامل کیا گیا اس دوران بھی سرمایہ اہلسنت ادیب بلت شیخ الحدیث استاذی المکرم مولانا عبدالحمیم شرف قادری مدظلہ العالی اور نازش اہلسنت مولانا محمد منشاء تالش قصوری اور عربی و مشفق استاذ المکرم مولانا غلام نصیر الدین نصیر چشتی صاحب کی خصوصی ہدایات معاون و مہربانیوں میں ۱۹۶۲ء میں تکمیل تعلیم کے بعد مجھے سیالکوٹ کے ایک دینی ادارہ مدینۃ العلم دارالعلوم مجدیہ میں بطور مدرس بھیجا گیا وہاں میری نظر اس رسالے پر پڑی میں نے اسکا مطالعہ کیا تو مجھے بیحد خوشی و مسرت ہوئی اور سوچا کہ اگرچہ مجھے آتا تو کچھ نہیں لیکن فارغ وقت کو گزارنے کے لیے جس طرح کا بھی ہو سکے اسکا ترجمہ ہی کر دینا چاہیے۔ اسی دوران ادیب اہلسنت مشفق مولانا مفتی محمد خان قادری صاحب کا وہاں خطاب ہوا تو آپ نے مجھے مزید حوصلہ عطا فرمایا کہ تم اس کا ترجمہ کرو ہم اسے عالمی دعوت اسلامیہ کی طرف سے شائع کر دیں گے چنانچہ بندہ کا شوق دوگنا ہو گیا اور پھر بفضلہ تعالیٰ آہستہ آہستہ کر کے اس کا ترجمہ مکمل ہوا۔ اور اس پر نظر ثانی کے لیے عاجز رہنے

اپنے استاذ محترم جناب مولانا غلام نصیر الدین نصیر چشتی صاحب سے
موسس کیا تو آپ نے اپنی مصروفیات سے وقت نکال کر اس پر نظر ثانی
فرما کر ممنون احسان فرمایا۔

اس رسالہ کو شائع کرنے کا سہرا اہلسنت و جماعت کی ایک
کے سرہمہ جنہوں نے اس سے پیشتر بھی درجنوں
کتابیں شائع کر کے اہلسنت کے عقائد و اعمال کی حفاظت کی ہے اور بندہ
ناچیز ان کی حوصلہ افزائی کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہے۔ تو بہر حال اس
سلسلہ میں جن حضرات نے جس طریقہ سے بھی تعاون فرمایا ہے بندہ ناچیز
ان کے لیے دعا گو ہے کہ ان سب حضرات کو مولائے کریم اپنی جناب
خاص سے اجر عظیم عطا فرمائے اور ان کے علم و فضل اور عمر میں برکت
عطا فرمائے تاکہ یہ اسی طرح اہلسنت و جماعت کی خدمت میں مصروف
رہیں۔ اور اس رسالہ کو خداوند قدوس مصطفیٰ و مترجم کے لیے باعث نجات
اور عوام الناس کے لیے نفع مند بنائے۔ آمین بجاہ طہ و لیسین صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم۔

اللہم اغفر لی ولوالدی ولاسا تذتی ولسائر المؤمنین و المؤمنات
بوسیلۃ حبیبک الکریم التوفی الرحمن۔

محمد عارف سعید سہمدی

موسس لپور۔ ڈاکخانہ امین آباد تحصیل ضلع گوجرانوالہ

تمام تعریفات اللہ رب العزت کے لیے ہیں اور صلوٰۃ و سلام ہو اس کی مخلوق سے منتخب شدہ ہمارے آقا و مولیٰ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی آل ہمایہ کرام اور قیامت تک احسان کے ساتھ ان کی پیروی کرنے والوں پر۔ اور اسی کے بعد میں آپ کو اسلام کے سلام کے ساتھ سلام پیش کرتا ہوں اللہ کی طرف سے پاک اور بابرکت سلام اور اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ وہ ہمارے دلوں کو اپنی محبت اور رضا پر جمع کرے توفیق و اخلاص اور قول و عمل میں ثابت قدمی عطا فرمائے ہمیں کامل ایمان اور یقینی صدق نصیب فرمائے۔ بیشک وہ سنتے والا اور جاننے والا اور دعاؤں کو قبول فرماتے والا ہے۔

میرے فاضل بھائیو!

کیا آپ نے دن کے درمیان میں روشن چمکتے ہوئے سورج کو دیکھا اس کا نظارہ کیا ہے جس کو کوئی پردہ نہیں ڈھانپ سکتا اور نہ ہی کوئی بادل یا کبر چھپا سکتا ہے۔ اگر کوئی انسان اس کے نور کو بھجانا چاہے یا اس کی روشنی کو آنکھوں سے چھپانا چاہے اور اپنے منہ سے اس کو پھونک مارے یا اس کی روشنی کو آنکھوں سے چھپانا چاہے اور اپنے منہ سے اس کو پھونک مارے یا اپنی عیاب و لمبہی چادر کے سامنے پھیلانے تو کیا نور غائب ہو جائے گا۔ یا روشنی چھپ جائے گی؟ نہیں نہیں۔

۵۹
 اسی طرح ہمارا سورج ہے جس کے بارے میں اس پیاری شام میں ہم گفتگو کرنے والے ہیں۔

معزز حضرات ہم سماوی سورج کے متعلق بات نہیں کریں گے بلکہ زمینی سورج ہماری گفتگو کا موضوع ہے۔ ہم جلاتے والے سورج کے بارے گفتگو نہیں کریں گے بلکہ ہماری گفتگو کا عنوان چمکنے والے سورج کی ہے۔ کیا آپ نے اس آفتاب کو پہچانا؟ بیشک یہ آفتاب نبوت شمس رسالت ہے ہدایت و معرفت کا سورج ہے۔ یہ آفتاب چمکنے والی روشنی پھیلنے والا نور اور وہ نورانی چراغ ہے جس کے سبب سے اللہ تعالیٰ نے زندگی کی بد بختیوں کو متفرق کر دیا اور لوگوں کو اندھیرے سے روشنی کی طرف نکالا یہ ذات ذات محمدی ذات احمدی صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ واصحابہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ برحق فرمایا ہے:-

وہ (کفار) اللہ کے نور کو اپنے منہوں سے بجھانا چاہتے ہیں اور، اللہ تعالیٰ اپنے نور کو پورا کرتے والا ہے اگرچہ کافر ناپسند کریں۔ اللہ وہ ذات ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تا کہ وہ اسے تمام دینوں پر غالب کر دے اگرچہ مشرکین ناپسند کریں

یہ شمس ارضی ہے جس کے متعلق اس شام میں ہماری گفتگو ہوگی اور جس کے متعلق قرآن کریم اس دلکش اور جامع وصف میں گویا ہوا ہے کہ اے میرے پیارے نبی بیشک ہم نے آپ کو حاضر و ناظر خوشخبری دینے والا، ڈرانے والا، اللہ کی طرف اس کے اذن سے بلانے والا اور چمکاتا ہوا چراغ بنا کر بھیجا ہے۔ - الآیۃ - الاحزاب ۴۶

اور یہ روشن چراغ آفتابِ نبوت صی تو ہے جس کی روشنی اور آب و تاب سے پوری زمین چمک گئی اور زمانے پر اسکے روشن نور کی بارش غالب آگئی۔ اور اسکو صاحبِ بصارت لوگوں نے دیکھا جبکہ اندھوں اور کانوں نے اس کا انکار کیا۔ اور کسی فائل کا کہنا اللہ ہی کے لیے ہے۔
 » اور ہمارا آفتاب معزز آسمان میں چمکنے والا ہے۔ جب معذور سے دیکھنے سے اندھے ہو جائیں تو ان کا اندھا ہونا اسے نقصان نہیں پہنچاتا، زمانہ قدیم سے دشمنانِ اسلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مبارکہ میں شک پیدا کرنے، آپ کی رسالت میں طعن و تشنیع اور آپ کی بزرگی کے بارے میں عیب رگانے کی راہ پر چلے ہیں وہ جھوٹی اور باطل دلیلوں کو آپ کی طرف منسوب کرتے ہیں تاکہ وہ مؤمنین کو ان کے دین کے متعلق شک میں مبتلا کریں اور لوگوں کو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لانے سے دور کر دیں۔ اور انبیاء و مرسلین کے بارے میں اس کی گمراہ کن جھوٹی باتوں اور بہتان تراشیوں کو سن کر ہمیں متعجب نہیں ہونا چاہیے کیونکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کی اپنی عمدہ مخلوق کے حق میں سنت ہے اور اللہ تعالیٰ کی سنت کو کوئی بھی تبدیل نہیں کر سکتا۔ اور خدا نے تعالیٰ کا یہ ارشادِ برحق سہ ہے کہ:

اور اسی طرح ہم نے مجرمین میں ہر نبی کے لیے دشمن بنایا ہے اور کافی ہے (تیرے لیے) تمہارے رب کا ہادی اور مددگار ہونا۔ الایہ۔
 اُمّہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے متعلق اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ان سے شادی فرمانے کی حکمت کے بارے میں گفتگو کرنے سے پہلے میں ایک کمزور سے شبہ کی طرف اشارہ کرنا چاہتا ہوں جس کے

اثرات کو چھلپی کینہ پروروں اور مغربی متعصبین نے پھیلانے کی کوشش کی ہے۔ انہوں نے اس کی بہت زیادہ تردید کی ہے تاکہ اس طرح وہ عقائد کو خراب کر سکیں حقائق کو مسخ کر سکیں اور صاحب رسالت عظمیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شخصیت میں کوئی عیب نکال سکیں۔

اعتراض! وہ کہتے ہیں۔

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (نعوذ باللہ من ذلک) شہوت پرست مرد تھے جو کہ اپنی خواہشات اور لذات کے پیرو کار تھے اور اپنی بُری خواہشات کے ساتھ چلتے تھے۔ انہوں نے ایک یا دو زیادہ سے زیادہ) چار بیویوں پر اکتفا نہیں کیا۔ جیسا کہ انہوں نے اپنی امت پر مقرر کی ہیں بلکہ متقدمہ بیویاں رکھیں پس انہوں نے شہوت اور نفسانی خواہشات کی پیروی کرتے ہوئے دس یا اس سے زیادہ شادیاں کیں۔

۲ :- جس طرح کہ وہ یہ بھی کہتے ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بہت بڑا فرق ہے۔ یہ فرق ہے اس شخص کے درمیان جو اپنی خواہشات پر غالب آتا ہے اور نفس کے ساتھ جہاد کرتا ہے جیسا کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اور اس شخص کے درمیان جو شہوت کی پیروی کرتا ہے۔ جیسا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کتنی بُری بات اُن کے مونہوں سے نکلی ہے وہ جھوٹ کہتے ہیں آیۃ الکہف (۵)

حق بات یہ ہے کہ یہ کینہ دار اور جھوٹے ہیں۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہوانی خواہشات والے مرد نہیں تھے آپ تو انسانی رسول تھے جنہوں نے دیگر انسانوں کی طرح شادیاں کیں تاکہ سیدھی راہ چلنے میں آپ اُن کے لئے مقتدا بن جائیں۔ وہ نہ تو خدا تھے اور

نہ ہی خدا کے بیٹے جیسا کہ عیسائی۔ اپنے نبی کے بارے میں عقیدہ رکھتے ہیں۔ وہ تو عام لوگوں کی طرح ایک انسان ہیں اللہ تعالیٰ نے وحی اور رسالت کے ساتھ انہیں عام لوگوں پر فضیلت عطا فرمائی ہے قرآن دیکھئے میں تو تمہاری طرح ایک انسان ہوں کہ میری طرف وحی کی جاتی ہے الآیۃ - الکہف - ۱۰۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رسولوں میں کوئی نئے رسول نہیں کہ ان کی سنت کی مخالفت کی جائے یا ان کے طریقہ کو چھوڑ دیا جائے انبیاء و مرسلین کرام کے متعلق قرآن کریم اللہ تعالیٰ کے ارشاد کو بیان فرماتا ہے۔ اور تحقیق ہم نے آپ سے قبل بھی رسول بھیجے اور ہم نے ان کے لیے بیویاں اور بچے بنائے۔ الآیۃ النورۃ تو اس ارشاد پاک کی موجودگی میں، وہ لوگ کس بنیاد پر حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں یہ بے سرو پا ردیل باتوں کو پھیلاتے ہیں لیکن ایک شاعر کہتا ہے۔

کبھی آنکھ درد کی وجہ سے سورج کی روشنی کا انکار کرتی ہے
اور کبھی متہ بیماری کی وجہ سے پانی کے ذائقے کا انکار کرتا ہے

اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان سچا ہے کہ
شان یہ ہے کہ ان کی آنکھیں اندھی نہیں بلکہ دل (کی آنکھیں) اندھے
ہیں جو کہ ان کے سینوں میں ہیں۔ الآیۃ - الحج - ۴۶

میرے فاضل بھائیو!

اس مقام پر دو بنیادی نکتے ہیں جو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی ذات کریمہ سے شبہات کو دور کرتے ہوئے ہر ایسے جھوٹے اور بدینت کے منہ میں پتھر پھینکتے ہیں جو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات شریف میں کسی نقص کا ارادہ کرتا ہے ہمارے لیئے ضروری ہے کہ ہم ان (نکلتوں) سے غافل نہ ہوں اور اہمات المؤمنین کے متعلق اور آپ کی ازواج مطہرات (رضوان اللہ تعالیٰ علیہن اجمعین) کے متعہد ہونے کی حکمت کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے ان کو اپنے پیش نظر رکھیں۔

دواہم نقطے :-

اول :- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بڑھاپے کی عمر کو پہنچنے کے بعد اپنی زوجات کو متعہد کیا۔ (یعنی پچاس سال کی عمر کے بعد)

ثانی :- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سوا آپ کی

تمام ازواج شیبہ (بیوہ) تھیں صرف آپ ہی (حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) تمام زوجات میں باکرہ تھیں جب حضور نے ان سے نکاح فرمایا۔

ان دو نکلتوں سے ہم پوری صاف دلی سے اس تہمت کے پھیکے پن اور اس دعویٰ کے بطلان کو جان سکتے ہیں جسکو مستشرق حاسدوں نے سرکار کی ذات کے ساتھ چپکانے کی تا پاک کوشش کی ہے۔ اگر ان شادیوں کا مقصد خواہشات کی پیروی یا صرف عورتوں سے لطف اندوز ہونا ہوتا تو آپ جوانی میں شادیاں کرتے نہ کہ بڑھاپے میں جوان عورتوں سے شادی فرماتے نہ کہ بیوہ بوڑھی عورتوں سے حالانکہ آپ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خود یہ فرمایا

جبکہ آپ نے ان کے چہرے پر خوشی اور رنگ کا اثر دیکھا۔
 کیا تم نے شادی کی ہے؟ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ نے عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا باکرہ سے یا ثیبہ
 سے عرض کیا ثیبہ سے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم نے
 باکرہ سے شادی کیوں نہیں کی تم اس سے کھیلے وہ تم سے کھیلتی تم
 اس سے ہنستے وہ تم سے ہنستی، الحدیث،

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کنواری سے شادی کرنے کا اشارہ فرمایا
 آپ لطفت اندوز ہونے اور شہوت پرستی کے راستے کو جانتے
 ہیں تو کیا یہ بات سمجھ میں آسکتی ہے کہ آپ بیواؤں سے
 شادی کریں اور کنواریوں کو چھوڑ دیں اور بڑھاپے میں شادی کریں
 جوانی کو چھوڑ دیں جبکہ آپ کی غرض محض استمتاع اور شہوت ہو؟
 بے شک صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اپنی جانوں
 اور روجوں کو سرکار کے قدموں پر فدا کرتے تھے اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم
 ان کی کنواری اور حسین و جمیل بیٹیوں میں سے کسی سے بھی شادی کرنا
 چاہتے تو ان میں سے کوئی بھی اس خوش بختی کو حاصل کرنے میں
 دیر نہ کرتا۔ (سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ) تو پھر آپ نے جوانی اور

اور شباب کے ابتدائی حصہ میں زوجات کو متعذر کیوں
 نہیں فرمایا اور کنواریوں کو چھوڑ کر ثیبات سے شادیاں کیوں کیں؟۔

بلا شک یہ سوال جھوٹ و افتراء کو دور کرتا ہے ہر شبہ اور ہفتان
 کو باطل کرتا ہے اور جو بد بخت جھوٹا قدس کی شان میں کسی قسم کی
 جھوٹی بات کرتا ہے یا آپ سے سستی ہوئی پاکیزہ باتوں کو مسخ

کرتے کی کوشش کرتا ہے۔ اس پر رد کرتا ہے۔

آپ کی شادیاں شہوت یا خواہشات نفسانی کے تصور سے نہیں تھیں بلکہ یہ عظیم حکمتوں عمدہ نتائج اور مقررہ اہداف کے لئے تھیں جن کا اقرار دشمنوں نے بھی کیا جب انہوں نے اندھے تعصب کو چھوڑ دیا۔ اور انہوں نے عقل و وجدان کی منطق کا فیصلہ دیا اور وہ عنقریب ایک فاضل، کریم انسان اور رحیم نبی کی ان شادیوں میں ایک اعلیٰ مثال پائیں گے جو (نبی) کہ غیر کی اصلاح اور دعوتِ اسلام کے لیے اپنے آرام و راحت کو قربان کرتا ہے۔

میرے فاضل بھائیو!

حضور کے متعدد زوجات کرنے میں کثیر اور گہری حکمتیں ہیں جن آئندہ اجمالاً ہی ذکر کرتا ہمارے لیے ممکن ہے۔

۱۔ حکمتِ تعلیمی۔

۲۔ حکمتِ تشریعی۔

۳۔ حکمتِ اجتماعی۔

۴۔ حکمتِ سیاسی۔

ہم اختصار کے ساتھ ان چاروں قسم کی حکمتوں کے بارے گفتگو کریں گے۔ اس کے بعد اُممات المؤمنین کے متعلق اور ہر ایک کے ساتھ شادی کی حکمت کے بارے مستقل گفتگو کریں گے اور اللہ تعالیٰ سے ہی ہم مدد کے طلب گار ہیں۔

اول حکمت تعلیمیہ :-

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعدد زوجات فرماتے کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ عورتوں کے لئے کئی معاملات تیار کی جائیں جو انہیں شرعی احکام سکھائیں اس لیے کہ ان پر مردوں کی طرح بہت سی تکالیف ڈالی گئی ہیں اور ان میں سے اکثر عورتیں بعض امور شرعیہ اور خاص کر ان سے متعلق احکام مثلاً حیض، نفاس، جنابتہ اور حقوق زوجیت وغیرہ کے بارے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سوال کرنے میں فرماتی تھیں اور جب بھی ان مسائل میں سے کسی کے بارے میں سوال کرنے کا کوئی ارادہ کرتی تو اس پر شرم و حیا غالب آجاتی تھی جیسا کہ آپ کے اخلاق میں کامل حیا شامل تھی جس کے بارے میں احادیث و سنن کی کتابیں روایت کرتی ہیں کہ آپ کنواری لڑکی جو اپنی چادر میں ہو سے بھی زیادہ حیا والے تھے۔ آپ عورتوں کی طرف سے پیش کیے گئے ہر سوال کا صراحت و وضاحت کے ساتھ جواب نہیں دے سکتے تھے بلکہ بعض اوقات کنایات استعمال فرماتے تھے (جیسا کہ کتب حدیث میں مذکور ہے) اور سائلہ کبھی کتابہ سے آپ کی مراد کو نہیں سمجھتی تھی۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ عقیقہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ انصار کی ایک خاتون نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے حیض کے غسل کے متعلق سوال کیا آپ نے غسل کا طریقہ سمجھا یا پھر اُسے

فرمایا ایک خوشبودار کپڑے کو اس کے ساتھ پاکی حاصل کرو اس نے
 عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں اس کے ساتھ کیسے طہارت حاصل کروں؟
 آپ نے فرمایا۔ پس تم طہارت حاصل کرو۔ اس نے پھر عرض کیا کہ میں
 کیسے پاکیزگی حاصل کروں (وہ حضور کے کتاہ کو نہیں سمجھ رہی تھی) آپ
 نے اُسے فرمایا سبحان اللہ اس کے ساتھ پاکی حاصل کر دسیدہ عائشہ
 صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اس کا ہاتھ لکھ لکھنیا
 اور اُسے کہا کہ اس کپڑے کو فلاں جگہ پر رکھو اور خون کے اثر کو اس کے
 تابع کرو اور میں نے صراحت کے ساتھ اس جگہ کا ذکر کیا جہاں پر اُس
 نے کپڑے کو رکھنا تھا۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح صراحت
 کرنے سے حیاء فرماتے تھے۔ اور بہت کم ایسی خواتین بھی تھیں جو
 اپنے نفس اور حیاء پر غلبہ حاصل کر کے واضح طور پر درپیش مسئلہ کے
 متعلق سوال کرتی تھیں جس کی مثال صحیحین میں مروی حضرت ام
 سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث ہے جس میں آپ فرماتی ہیں۔
 ابو طلحہ کی زوجہ ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم
 کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ اللہ تعالیٰ حق
 بات کہنے سے حیاء نہیں فرماتا کیا حیب عورت کو احتلام ہو تو اس
 پر بھی غسل ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں جب کہ
 وہ پانی دیکھے حضرت ام سلمہ نے ام سلیم کو (فرمایا تو نے عورتوں کو رسوا
 کر دیا ہے کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے۔ اس کے جواب میں حضور
 علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اگر عورت کو احتلام نہ ہو تو) پھر بچہ

اُس کے مشابہ کیسے ہوتا ہے۔ آپ کی مراد یہ تھی کہ بچہ مرد و عورت کے پانی سے پیدا ہوتا ہے۔ اور اسی لیے اس کی مشابہت ماں کے ساتھ بھی ہوتی ہے اور یہ ایسے ہی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ ہم نے انسان کو مخلوق نطفے سے پیدا فرمایا جسے ہم آزماتے ہیں پس ہم نے اُسے سننے والا اور دیکھنے والا بنایا (الانسنہ) الدھر۔ ۲

علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے امشاج کے متعلق فرمایا۔ امشاج یعنی اخلاط۔ اور مشیج و مشیج وہ چیز جس کا بعض بعض میں مخلوط ہو۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا یعنی مرد و عورت کا پانی حیب دونوں جمع ہو جائیں اور آپس میں مل جائیں۔ اور اسی طرح کے مشکل میں ڈالتے والے کئی سوال تھے کہ جن کا جواب بعد میں آپ کی ازواجِ مطہرات کو دینا پڑتا تھا اسی لیے حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، اللہ تعالیٰ انصاری عورتوں پر رحم فرمائے ان کو جہاد نے دین سیکھنے سے منع نہیں فرمایا۔

اور ان میں سے کوئی عورت اندھیرے میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف آتی تاکہ ان سے بعض دینی امور اور حقیقت نفاس، جنابت وغیرہ کے احکام کے متعلق سوال کرے تو حضور کی ازواجِ مطہرات ان کے لیے بہترین معلمات اور عمدہ راہ دکھانے والی ہوتیں اور انہیں کے طریقہ سے عورتوں نے اللہ کے دین میں سمجھ بوجھ حاصل کی

یہ معلوم شدہ بات ہے کہ سنت مطہرہ صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کا نام نہیں ہے بلکہ یہ آپ کے قول، فعل اور تقریر تینوں پر مشتمل ہے اور ان میں سے ہر ایک شریعت کا حصہ ہے جس کی اتباع امت پر ضروری ہے تو ان مکرمات اہیات المؤمنین اور دنیا و آخرت میں حضور کی ازواج طاہرات کے علاوہ کون ہے جو گھر میں حضور کے اقوال اور افعال کو ہمارے لیے نقل کرتا۔ بیشک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام احوال و اطوار اور گھر کے افعال کو نقل کرنے میں ازواج مطہرات کو بہت فضیلت حاصل ہے۔ اور ازواج مطہرات میں سے ہی بعض معلمات اور محدثات بنیں جنہوں نے آپ کی سیرت کو نقل کیا اور وہ قوت حافظہ قابلیت اور لیاقت میں مشہور ہوئیں۔

۲۔ حکمت تشریعی!

اب کچھ گفتگو حکمت تشریعی کے متعلق جو کہ تعدد زوجات کی حکمت کا جز ہے اور یہ حکمت بالکل ظاہر ہے جس کا مکمل طور پر ادراک کیا جاسکتا ہے۔ حکمت ہے کہ آپ نے متفقہ دستاویزیاں زمانہ جاہلیت کی بعض ناپسندیدہ عادات ختم کرنے کے لیے کی تھیں مثلاً کسی کو منہ بولا بیٹا بنانے کی بدعت کہ عرب اسلام سے قبل ایسا کرتے تھے اور یہ ان کے لیے موروثی دین تھا۔ کوئی شخص کسی کو اپنا متبنی بیٹا بنا لیتا تھا جو کہ اس کی پشت سے نہیں تھا۔ اور اُسے صلیبی بیٹے کے حکم میں رکھتا تھا اور جیسا کہ تسی بیٹوں کے احکام ہوتے ہیں (مثلاً میراث، طلاق، شادی رضائی حرمات اور نکاح

کے ساتھ حرام ہونے والی اشیاء وغیرہ) قلبی کو بھی اسی طرح حقیقی بیٹا بنا لیتے تھے اور تمام احوال میں نسبی بیٹے کی طرح احکام جاری کرتے تھے مثلاً میراث، طلاق، شادی، دودھ کے ذریعے اور نکاح کے سبب حرام ہونے والی چیزیں وغیرہ کہ جو ان میں منقارت تھیں اور یہ تقلیدی دین تھا جس کی جاہلیت میں پیروی کی جاتی تھی ان میں سے کوئی غیر کے سچے کو بیٹا بنا کر کہتا تھا تو میرا بیٹا ہے میں تمہارا وارث ہوں اور تم میرے وارث ہو۔ اور اسلام کے لائق یہ بات نہیں تھی کہ وہ باطل پر مقرر رہیں اور نہ ہی یہ بات لائق تھی کہ وہ جہالت کے اندھیروں میں بھٹکتے رہیں۔

(لاحظہ پاؤں مارتے پھرے)

۱۔ تمہیدی طور پر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو الہام کیا کہ پچھلے میں سے کسی کو اپنا بیٹا بنائیں یہ حکم بعثت نبوی سے پہلے تھا لہذا عرب کے دستور کے مطابق زید بن حارثہ کو اپنا بیٹا بنا لیا۔ اور ان (زید بن حارثہ) کے بیٹا بنانے کے سب میں بڑا عجیب قصہ اور غریب حکمت ہے جس کا ذکر جگہ کی جگہ کی وجہ سے ممکن نہیں ہے۔ اور اس طرح جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ کو بیٹا بنایا تو لوگ اس دن کے بعد زید بن حارثہ کو زید بن محمد کہہ کر پکارتے لگے۔

امام بخاری و مسلم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ بیشک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مولیٰ زید بن حارثہ کو زید بن محمد کہہ کر پکارتے تھے یہاں تک کہ قرآن پاک نازل ہوا انہیں اپنے آباء کے نام کے ساتھ پکارا جائے یہ اللہ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے

اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم زید بن حارثہ بن شراحیل ہو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی شادی اپنی چھوٹی زاد حضرت زینب جحش الاسدیہ سے کی تھی اور انہوں نے ایک مدت تک اُن کے ساتھ زندگی بسر کی لیکن زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ ان دونوں کے درمیان تعلقات کشیدہ ہو گئے۔ وہ انہیں (زید بن حارثہ کو) سخت بات کہتی تھیں۔ اور اپنے آپ کو اُن سے زیادہ معزز سمجھتی تھیں کیونکہ حضور کے منی بنانے سے قبل وہ غلام تھے جبکہ یہ اعلیٰ نسب والی تھیں۔

اللہ تعالیٰ کی حکمت کے تحت حضرت زید نے حضرت زینب کو طلاق دے دی اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ آپ ان سے (حضرت زینب سے) شادی کریں تاکہ تبستی کی بدعت کا بطلان کیا جائے اور اسلام کی بنیادوں کو مضبوط کیا جائے اور وہ جاہلیت پر اپنے اصولوں کی وجہ سے غالب آجائے۔

لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم منافقین اور فجار کی زبانوں سے ڈرتے تھے کہ وہ اس معاملے میں بکواس کرتے ہوئے کہیں گے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بیٹے کی بیوی سے شادی کی ہے پس آپ نے غھوڑی سے تاخیر فرمائی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ آیت نازل ہوئی جس میں اللہ تعالیٰ نے وعید سنائی۔

اور آپ لوگوں سے ڈرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس بات کا زیادہ مستحق ہے کہ آپ اس سے ڈریں پس جب زید نے اُس سے حاجت پوری کی تو ہم نے آپ کا نکاح اُس سے کر دیا تاکہ مؤمنین کے لئے اپنے

منہ بولے بیٹوں کی بیویوں (سے نکاح کرنے) میں حرج نہ ہو جب وہ اُن سے اپنی حاجت کو پورا کر لیں اور اللہ تعالیٰ کا امر ہونے والا ہے الائیہ اور اس طرح قیمتی کا حکم ہوا اور وہ عادات باطل ہو گئیں کہ زمانہ جاہلیت میں جن کی پیروی کی جاتی تھی اور جو موروٹی دین تھا کہ جس سے الگ ہونے کی گنجائش نہ تھی اللہ تعالیٰ کی نئی شریعت کی تاکید کے لئے یہ ارشادِ ربّانی نازل ہوا۔

نہیں ہیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ لیکن اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ہر شئی کو جاننے والا ہے الائیہ۔ الاحزاب۔ ۴۰

یہ شادی اللہ تعالیٰ کے حکم سے تھی نفسانی خواہش اور شہوت کے سبب سے نہ تھی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں میں سے بعض کذاب جھوٹی خبریں پھیلاتے والے کرتے ہیں۔ اور یہ شادی عمدہ غرض اور شریعتِ غایت کے لیے تھی کہ جاہلیت کی عادات کو باطل کرتا اور اللہ تعالیٰ اس غرض کی صراحت اپنے اس قول سے کی ہے ”ولیکلا یکون علی المؤمنین حرج فی ازواج ادعیائہن ما اذا قضوا منہن وطورا“ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی سند کے ساتھ روایت فرماتے ہیں کہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا دیگر ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں فخر سے کہتی تھیں تمہاری شادی تمہارے گھر والوں نے کی ہے جبکہ میری شادی اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں کے اوپر سے کی ہے۔ (المحدث)

یہ شادی شریعت بنانے کے لیے تھی اور حکیم و علیم کے حکم سے تھی۔ پاک ہے وہ ذاتِ جبلی حکمت و تقی ہے کہ عقول اور افہام اس

کا اعطاء کر سکیں اور سچ فرمایا اللہ تعالیٰ نے
اور تم کو تھوڑا علم عطا کیا گیا ہے الایہ۔ الاسراء۔ ۸۵۔

۳۔ حکمت اجتماعی :-

تیسری حکمت حکمت اجتماعیہ ہے جو کہ حضور علیہ السلام کی اپنے
پہلے خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تخت جگر حضرت عائشہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور اپنے دوسرے خلیفہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کی دختر نیک سیرت حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ
شادی سے واضح انداز میں ظاہر ہوتی ہے اور پھر حضور علیہ السلام کا قریش کے
ساتھ نسب و مصاہرہ کا رشتہ اور ان میں سے کئی کے ساتھ تزوج ان چیزوں
میں سے ہے جس نے ان قبائل اور بطون کے درمیان مضبوط ربط قائم کر دیا۔
اور لوگوں کے دل ان کی طرف اور ایمان اللہ کی کبریائی اور بزرگی والی دعوت
طرف التفات کرنے لگے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں میں سب سے محبوب اور قدر و منزلت
میں سب سے بلند شخص حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نورِ نظر سیدہ
عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شادی کی جنہوں نے اسلام لانے میں لوگوں
پر سبقت کی اور اپنا جسم، روح اور مال اللہ کے دین کی نصرت کے راستے
اور اس کے رسول سے (دشمنوں کے شر کو) دور کرنے میں مقدم کر دیا۔
اور اسلام کے راستے میں اذیتیں برداشت کیں۔ یہاں تک سرکارِ دو
عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر کی فصیلت کو مشہور کرتے ہوئے فرمایا جیسا کہ

ترمذی میں ہے ہمارے پاس کسی کا احسان نہیں مگر ہم نے اس کو اس (احسان) کا پورا پورا بدلہ دیا ہے سوائے ابو بکر کے بیشک ان کا ہمارے پاس احسان ہے جس کا بدلہ انہیں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ خود عطا فرمائے گا۔ اور کسی کے مال نے مجھے کبھی بھی اتنا فائدہ نہیں دیا جتنا فائدہ ابو بکر کے مال نے دیا ہے اور میں نے کسی پر بھی اسلام پیش نہیں کیا مگر اس نے ہچکچاہٹ کا مظاہرہ کیا مگر ابو بکر کہ انہوں نے ذرا بھی تاخیر نہیں کی (اور اسلام قبول کر لیا) اور اگر میں کسی کو دوست بناتا تو ابو بکر کو دوست بناتا۔ اور خبردار سن لو تمہارا ساعقی اللہ تعالیٰ کا خلیل ہے۔ (ترمذی) پس بنی کریم نے دنیا میں ابو بکر کا بدلہ اس کے سوائے پایا کہ ان کی آنکھوں کو ان کی بیٹی کے ساتھ شادی کر کے ٹھنڈا کریں اور ان کے درمیان رشتہ اور قرابت پیدا ہو جائے جو ان دونوں کی صداقت اور مضبوط ربط کو زیادہ کرے جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شادی فرمائی جو کہ ان کے باپ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام، صدق اخلاص اور اس دین کے راستے میں فتنا ہو جانے پر انکی آنکھوں کی ٹھنڈک بن گئی۔ اور عمر جو کہ اسلام کے بطل ہیں جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اسلام اور مسلمین کو معزز کیا اور دین کے منار کو ان کے ساتھ بلند کیا پس حضور علیہ السلام کا ان کے ساتھ مصاہرت کا طریقہ ان کے اسلام کے راستے میں دوسرے لوگوں پر مقدم ہونے کا بہترین بدلہ تھا اور آپ نے اس مصاہرت کے شرف میں دونوں دنیوں کے (ابو بکر۔ عمر رضی اللہ عنہما) کے درمیان مساوات اختیار فرمائی اور ان دونوں بیٹیوں کے ساتھ شادی ان دونوں کے لیے تہ مت بہت بڑا شرف تھا بلکہ عظیم بدلہ اور احسان تھا اور اس زندگی میں اس

شرف سے بڑھ کر ان دونوں کو بدلہ دینا ممکن نہ تھا۔ کتنی اہل سیاست ہے اور باوقاد مخلصین کے ساتھ کتنی بڑی وقاء ہے۔ جیسا کہ اس کے مقابل آپ کا حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا اپنی بیٹیوں کے ساتھ نکاح کر کے اکرام کیا ہے۔ اور یہ چار آپ کے خلفاء ہیں۔ پس کتنی عظیم حکمت ہے۔ اور کیسی نظر کرم ہے۔

۴ :- حکمتِ سیاسیہ :-

بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض عورتوں کے ساتھ شادی ان پر تالیفِ قلوب کے سبب اور ان کے ارد گرد قبائل کو جمع کرنے کے لیے کی یہ معلوم شدہ بات ہے کہ انسان جب کسی قبیلہ یا خاندان میں سے شادی کرتا ہے تو ان کے درمیان قرابت پیدا ہو جاتی ہے اور یہ بات طبعی طور پر ان لوگوں کو اس شخص کی نصرت اور حمایت کی طرف مِلّاتی ہے۔ ہم اس پر بعض مثالیں آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں تاکہ ہمارے لیے وہ حکمت واضح ہو جائے جس کو حضور علیہ السلام نے ان شادیوں کے پیچھے ہدف بنایا تھا۔

۱۔ حضور علیہ السلام نے بنی مہطلق کے سردار کی بیٹی سیدہ جویریہ بنت حارث سے شادی فرمائی جو کہ اپنی قوم اور خاندان کے ساتھ قیدی بنائی گئی تھیں قید کے بعد انہوں نے اپنی طرف سے قدیہ دینا چاہا تو وہ کچھ مال لے کر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدد کے لیے آئیں بنی کریم علیہ السلام نے ان کے سامنے یہ بات پیش کی کہ حضور ان کی طرف سے قدیہ ادا کریں اور ان سے شادی کر لیں حضرت جویریہ نے یہ بات قبول کر لی اور حضور

تے ان سے شادی کر لی (اس پر) مسلمانوں نے کہا۔ کیا حضور نے اس حال میں شادی کی ہے کہ وہ (بنو مصطلق) ہمارے قیدی ہیں؟ تو انہوں (مسلمانوں) نے ان تمام قیدیوں کو رہا کر دیا جو کہ ان (مسلمانوں) کے قبضے میں تھے۔ جب بنو مصطلق نے یہ کرم بھندی یہ بزرگی اور مروت دیکھی تو وہ سب اسلام لے آئے اور دین خداوندی میں داخل ہو گئے اور مومنین بن گئے۔ پس آپ کا ان سے شادی کرنا ان پر اور ان کی قوم و خاندان پر برکت کا باعث بنا کیونکہ وہ (حضرت جویریہ) ان (سب لوگوں) کے اسلام لانے اور ان کی آزادی کا سبب بنیں اور آپ اپنی قوم پر امین بنیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے کہ بیشک انہوں نے فرمایا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نبی مصطلق کی عورتوں کو قیدی بنایا پس آپ نے ان (سب میں) سے خمس نکالا پھر مال غنیمت کو لوگوں کے درمیان تقسیم فرمایا۔ گھوڑے دے دیے گئے اور پیدل کو ایک حصہ عطا فرمایا حضرت جویریہ بنت حارث حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حصہ میں آئیں تو وہ (جویریہ بنت حارث) نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئیں اور عرض کیا: یا رسول اللہ میں اپنی قوم کے سردار حارث کی بیٹی جویریہ ہوں اور میرے معاملہ کے متعلق آپ بخوبی جانتے ہیں جبکہ ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (۹) نو اوقیہ کے عوض مجھے مکاتبتہ بنا لیا ہے آپ رہائی پر میری مدد فرمائیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا اس سے بہتر چیز تم کو قبول نہیں؟ عرض

کیا وہ کیا ہے ؟ آپ نے فرمایا میں تمہاری طرف سے تمہاری کتابت کا عوض ادا کر دوں اور تم سے شادی کر لوں۔ اُس نے عرض کیا یا رسول اللہ ایسا مجھے منظور ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے ایسا کر دیا لوگوں کو بھی یہ خبر پہنچ گئی انہوں نے کہا کیا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں سے غلامی کی حالت میں قرابت قائم کریں گے ؟ تو لوگوں نے نبی مصطفیٰ کے قیدیوں میں سے جتنے بھی تھے آزاد کر دیتے اس طرح حضور کے ان کی قوم کے سردار کی بیٹی سے شادی کے سبب ان کی آزادی ستوا گھروں تک پہنچ گئی۔

۲۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ صفیہ بنت حبیبہ بن اخطب سے شادی فرمائی جو کہ غزوہ خیبر میں شوہر کے قتل کے بعد قیدی بنالی گئی تھیں اور ایک صحابی کے حصہ میں آئی تھیں۔ تو مسلمانوں کے اہل رائے لوگوں نے کہا کہ یہ بنی قریظہ کی سردار ہیں اور حضور کے علاوہ کسی اور کے لیے ان کا ہونا صحیح نہیں تو انہوں نے یہ بات سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کی۔ آپ نے ان (صفیہ بنت حبیبہ) کو بلا لیا اور دو باتوں میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے کا حق دیا۔

۱۔ یا تو حضور اُسے آزاد فرمادیں اور ان سے شادی کر لیں اس طرح وہ حضور کی زوجہ بن جائیں گی۔

۲۔ یا یہ کہ مسلمان ان کو آزاد چھوڑ دیں اور وہ اپنے اہل خانہ کے ساتھ مل جائیں تو انہوں نے یہ بات اختیار کی کہ انہیں آزاد کر دیں اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ بن جائیں۔ یہ انہوں نے اس لیے

کیا کہ انہوں نے آپ کے مقام کی جلالت، آپ کی عظمت اور حسن معاملہ کو دیکھ لیا تھا اور اسلام قبول کر چکی تھیں اور ان کے اسلام کے سبب بہت سے لوگ اسلام لے آئے۔

روایت ہے کہ حضرت صفیر رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں تو حضور نے فرمایا تمہارے والد ہمیشہ دشمنی کے لحاظ میرے شدید ترین دشمن رہے۔ یہاں تک اللہ تعالیٰ نے اُسے قتل کیا۔ تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ارشاد فرمایا کہ زُرّ و زُرّ (خزری) کوئی نفس بھی کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ اس پر نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا تمہیں اختیار ہے اگر تو تم اسلام اختیار کرو گی تو میں تمہیں اپنے لیے روک لوں گا اور اگر تم نے یہودیت اختیار کی تو شاید میں تمہیں آزاد کر دوں اور تم اپنی قوم کے ساتھ مل جاؤ۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے اسلام کو قبول کر لیا ہے اور آپ کے مجھے اپنے خیمہ میں بلانے سے قبل میں آپ کی (نبوت کی) تصدیق کر چکی ہوں اور میرے لیے یہودیت میں نہ کوئی فائدہ ہے۔ نہ کوئی باپ نہ کوئی بھائی۔ آپ نے مجھے کفر اور اسلام کے درمیان اختیار دیا پس اللہ اور اس کا رسول میرے لیے آزادی اور اپنی قوم میں واپس جانے سے زیادہ محبوب ہے۔ تو نبی کریم علیہ السلام نے انہیں اپنے لیے مخصوص فرمایا۔

۳۔ اسی طرح حضور علیہ السلام نے سیدہ ام حبیبہ (رحمۃ بنت ابی سفیان) سے شادی فرمائی اور ابوسفیان ان دنوں مشرکین مکہ میں شامل

تھے۔ اور حضور کے شدید ترین دشمنوں میں سے تھے اور اس کی بیٹی مکہ میں مسلمان ہو چکی تھی پھر انہوں نے اپنے پرانے دین سے فرار اختیار کرتے ہوئے اپنے شوہر کے ساتھ حبشہ (مدینہ) کی طرف ہجرت کی۔ وہیں پر اُن کے شوہر کا وصال ہوا اور آپ اکیلی رہ گئیں کہ نہ کوئی ان کا مددگار تھا اور نہ ہی غمگسار۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن کے معاملہ کا علم ہوا تو آپ نے حبشہ کے بادشاہ نجاشی کو پیغام ارسال کیا کہ وہ حضور کی شادی اُن (ام حبیبہ) سے کروادیں۔ نجاشی نے یہ پیغام جب اُن (ام حبیبہ) کو پہنچایا تو وہ اتنا زیادہ خوش ہوئی کہ اس خوشی کی مقدار کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں پہچان سکتا تھا۔ کیونکہ اگر وہ اپنے والد اور گھر والوں کے پاس لوٹ جاتیں تو وہ اُسے کفر اور ارتداد پر مجبور کرتے یا اُسے شدید عذاب دیتے۔ اور نجاشی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اُنہیں (ام حبیبہ) کو ہم سودینار حق جہر اور عمدہ تحائف دیتے۔ اور حبیبہ وہ واپس مدینہ لوٹیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے شادی کر لی۔ حبیبہ یہ خبر ابوسفیان کو پہنچی تو اس نے شادی کو یز قرار رکھتے ہوئے کہا (وہ ایسے مرد ہیں جن کی

پس اُس نے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر فخر کیا اور اُن کی کفارت کا انکار نہ کیا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو اسلام کی ہدایت عطا فرمادی

یہیں سے ہمارے لیے ابوسفیان کی بیٹی سے شادی کرنے کی حکمت جلیلہ ظاہر ہوتی ہے کیونکہ یہ شادی آپ سے اور آپ کے صحابہ سے

اڈیت کو کم کرنے کا سبب بنی خصوصاً جبکہ آپ کے اور ابوسفیان کے درمیان نسبت اور قرابت قائم ہو گئی حالانکہ ابوسفیان اس وقت بنو امیہ میں سے حضور کا سب سے شدید دشمن تھا آپ اور آپ کے مسلمان ساتھیوں کے ساتھ سخت عداوت رکھتا تھا۔ اور حضور علیہ السلام کا اس کی بیٹی سے شادی کرنا اس کے اور اس کی قوم و خاندان کے دلوں کی تالیف کا سبب بنا جیسا کہ حضور علیہ السلام نے (ائم حبیبہ) کو اپنے لیے اختیار فرمایا ان کے ایمان کی تکریم کرتے ہوئے کیونکہ وہ اپنے دیار سے اپنے پرانے دین سے فرار اختیار کرتے ہوئی نکلی تھی۔ پس کیسی عمدہ سیاست ہے اور کیا ہی اچلی حکمت ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متقدمہ شادیاں کرنے کی حکمت کے متعلق گفتگو کرتے کے بعد ہم امہات المؤمنین رضوان اللہ تعالیٰ علیہن کے متعلق بات کریں گے کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اختیار فرما کر اس عظیم شرف سے مشرف کیا جو کہ سید المرسلین کے ساتھ منسوب ہونا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کو گہنی چنی عورتوں سے (اپنے محبوب کے لیے) اختیار کر کے احترام و تعظیم کے واجب ہونے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکریم کے لیے آپ کے وصال کے بعد بھی ان کے ساتھ نکاح کے حرام ہونے میں مؤمنین کی مابین قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو کہ سب سے سچا ہے فرمایا۔

النبي اولى بالمؤمنين من انفسهم وازواجه امهاتهم
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مؤمنین کی جانوں سے زیادہ ان کے قریب

ہیں اور اُن کی بیویاں اُن (مؤمنین) کی مائیں ہیں۔

اسی طرح اللہ کا ارشاد ہے۔

وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُذَوِّدُوا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا أَنْ تُنْكِحُوا أَزْوَاجَهُ
مِنْ بَعْدِهِ أَبْدًا إِنَّ ذَٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمًا - آئۃ الاستزاب ۵۳
ترجمہ :- اور تمہارے لیے یہ جائز نہیں کہ تم اللہ کے رسول کو ایذا دو
اور نہ ہی (یہ جائز ہے) کہ تم اُن کی بیویوں سے اُن کے بعد نکاح کرو
بے شک تمہارا یہ فعل اللہ کے نزدیک بہت بڑا ہے۔ آئۃ :-

علامہ قرطبی نے اپنی تفسیر (جامع لأحكام القرآن) میں اللہ تعالیٰ
کی نص کے متعلق لکھا ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کی ازواج کو مشرقت کیا ایسا کہ انہیں تعظیم و پاکی کا جلالت شان اور مردوں
پر اُن سے نکاح کے حرام ہونے میں مؤمنین کی مائیں قرار دیا یہ صرف
اور صرف اپنے رسول کی تکریم اور اُن (امہات المؤمنین) کے اعزاز
کے لیے تھا۔

وہ امہات المؤمنین جن کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح
فرمایا ان کی تعداد دس سے زائد ہے اور وہ یہ ہیں۔

۱۔ سیدہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا۔

۲۔ سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا۔

۳۔ سیدہ عائشہ بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا۔

۴۔ سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا۔

۵۔ سیدہ زینب بنت جحش الاسدیہ رضی اللہ عنہا۔

- ۶۔ سیدہ زینب بنت خزمیر رضی اللہ عنہا۔
- ۷۔ سیدہ ام سلمہ (بہت بنت ابی امیہ مخزومیہ رضی اللہ عنہا۔
- ۸۔ سیدہ اُمّ حبیبہ (رملہ بنت ابی سفیان) رضی اللہ عنہا۔
- ۹۔ سیدہ میمونہ بنت الحارث الہمللیہ مخزومیہ رضی اللہ عنہا۔
- ۱۰۔ سیدہ جویریہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا۔
- ۱۱۔ سیدہ صفیہ بنت حبیب بن اخطب رضی اللہ عنہا۔

۱۔ سیدہ خدیجہ بنت ثویلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

آپ حضور کی ازدواج میں سے پہلی زوجہ ہیں جن سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعثت سے قبل ۲۵ سال کی عمر میں نکاح فرمایا جبکہ (آپ حضرت خدیجہ) بیوہ تھیں اور اس وقت اُن کی عمر ۱۶ برس تھی۔ سب سے پہلے آپ ابی ہالہ بن زرارہ کے پاس تھیں اُس کے مرنے کے بعد عقیق بن عاتق سے شادی کی اور پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے شادی فرمائی جیسا کہ اصحاب میں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی رائے کی درستی اور بہت عقلمندی کی بناء پر اختیار فرمایا۔ یہ شادی حکمت اور موانعت بھری تھی کیونکہ یہ ایک عقلمند کی دوسرے عقلمند سے شادی تھی۔ اور دونوں میں عمر کا فرق ایسی بات نہ تھی کہ شادی کے معاملہ میں روکاؤں بنتی کیونکہ شادی کا مقصد حاجت اور شہرت کا پورا کرنا نہ تھا بلکہ وہ تو عظیم انسانی ہدف تھا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ اپنے رسالت اور دعوتِ توحید کا بوجھ اور مشکلات برداشت کرنے کے لیے تیار کیا اور اللہ تعالیٰ نے دعوتِ

توحید و رسالت کو عام کرنے میں اس پاک صاف - عقلمند، ذکیہ خاتون کو اپنے محبوب کے لئے آسان فرمادیا اور یہ خواتین میں سے سب سے پہلی خاتون تھیں جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائیں۔

اُن کی درستی رائے اور قوت عقلی پر ایک دلیل یہ ہے کہ غار حرا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حب جبریل آمین آئے (اور پہلی وحی نازل ہوئی) تو آپ اس حالت میں گھر واپس تشریف لائے کہ آپ کا دل کانپ رہا تھا جب حضرت خدیجہ کے پاس پہنچے تو فرمایا مجھے کبیں اڑھا دو مجھے کبیں اڑھا دو حتیٰ کہ آپ کا خوف دور ہو گیا تو اُن کو ساری بات بتلائی۔ اور حضرت خدیجہ سے کہا کہ مجھے اپنی جان کا خوف ہے تو حضرت خدیجہ نے عرض کیا آپ کو خوشخبری ہو خدا کی قسم وہ آپ کو ہرگز رسوا نہیں فرمائے گا آپ تو صلہ رحمی کرتے ہیں۔ سچی بات کہتے ہیں۔ بیواؤں کی مدد کرتے ہیں۔ بچھڑے ہوؤں کو ملاتے ہیں۔ مہمان نوازی کرتے ہیں سچی بات اور حق کی مصیبتوں پر مدد فرماتے ہیں یہ حدیث صحیحین (بخاری و مسلم میں موجود ہے)۔

حضور علیہ السلام نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہمراہ اپنی بھرپور جوانی کا دور گزارا لیکن ان پر کوئی دوسری شادی نہ فرمائی اور ان جیسی کسی سے بھی محبت نہ کی۔ اور اسی محبت کی بنا پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان کے ذکر پر غیرت فرماتی تھیں حالانکہ نہ تو وہ اُن (حضرت خدیجہ) کے ساتھ مجتمع ہوئی اور نہ ہی ان کو دیکھا۔ یہاں تک کہ ایک مرتبہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ کے سامنے ان کا ذکر کیا تو انہوں نے (عائشہ

رضی اللہ عنہما نے آپ کے سامنے اس طرح لب کشائی کی وہ (حضرت خدیجہ) تو گزرے زمانہ کی ایک بوڑھی عورت تھیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان سے بہتر بدلہ دے دیا ہے (ان کی مراد اپنا آپ تھا) یہ سن کر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم غضب ناک ہوئے اور ان کو فرمایا! انہیں خدا کی قسم اللہ تعالیٰ نے اس سے بہتر بدل مجھے عطا نہیں فرمایا وہ اس وقت ایمان لائی جب لوگوں نے انکار کیا اس نے اس وقت میری تصدیق کی جب لوگوں نے مجھے جھٹلایا اس نے اس وقت اپنے مال سے میرے ساتھ ہمدردی کی جب لوگوں نے مجھے محروم کیا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام بیویوں میں سے صرف اُس سے اولاد عطا کی اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا آج کے بعد کبھی بھی میں ان کا غلط انداز میں ذکر نہیں کروں گی۔

اور شیخین (امام بخاری و مسلم) نے انہی (حضرت عائشہ) سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا میں نے حضور علیہ السلام کی ازواج میں سے کسی سے اتنی غیرت نہ کھائی جتنی کہ میں نے حضرت خدیجہ سے کی حالانکہ میں نے انہیں ہاسل نہیں دیکھا تھا لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کا اکثر سے ذکر فرمایا کرتے اور حیب کبھی کوئی بکری ذبح فرماتے تو (اس کا گوشت حضرت خدیجہ کی سہیلیوں میں بھینچتے اور میں کبھی ان سے ذکر کرتی) آپ تو ان کا اس طرح ذکر کرتے ہیں) گویا کہ دنیا میں خدیجہ کے علاوہ کوئی عورت ہی نہیں ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ بے شک وہ وہی تھی اور اس سے میرے لیے اولاد تھی۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہمراہ ۲۵ برس

زندگی بسر کی ۱۵ سال بعثت سے قبل اور دس سال بعثت کے بعد اور ان پر انکی موجودگی میں) حضور علیہ السلام کوئی دوسری شادی نہ فرمائی اور حضرت ابراہیم کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے تمام اولاد انہی کے بطن اطہر سے عطا فرمائی اور جیب آپ اللہ کریم کی رحمت کی طرف راضی خوشی منتقل ہوئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف ۵۰ برس کو پہنچ چکی تھی اور آپ کے ہاں اُن (حضرت خدیجہ) کے سوا کوئی دوسری بیوی نہ تھی آپ نے اُن کی وفات کے بعد ہی بعض حکمتوں کی وجہ سے جن کو ہم نے ذکر کیا متعدد شادیاں کیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا اور اُن کو بھی (اپنی رحمت سے) راضی فرمائے۔ اور جنت العلیاء کو اُن کا مسکن و ماویٰ بنائے۔ آمین مجاہ حبیبہ الکوبیہ۔

سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

آپ کے ساتھ حضور علیہ السلام نے حضرت خدیجہ کی وفات کے بعد شادکی۔ آپ (سیدہ سودہ) سکران بن عمرو انصاری کی بیوہ تھیں۔

حضور سے عمر میں بڑی ہونے کے باوجود اُن کو نکاح کے لیے اختیار کرنے میں حکمت یہ تھی کہ آپ مہاجرات میں سے تھیں۔ اور حبشہ کی جانب دوسری ہجرت سے لوٹنے کے بعد آپ کے خاوند وفات پا گئے اور آپ اکیلی رہ گئیں نہ تو کوئی ان کی عیال داری کرنے والا تھا اور نہ کوئی مددگار۔ خاوند کی وفات کے بعد اگر آپ اپنے گھر واپس جاتیں تو وہ اُن کو مشرک (اختیار کرنے) پر مجبور کرتے یا انہیں سخت آذیتیں دیتے تاکہ وہ انہیں اسلام کے بارے فتنہ میں ڈال دیں۔

لہذا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کفالت کے لیے اُن سے نکاح

کو اختیار فرمایا۔ اور یہ ان پر احسان اور اللہ و رسول پر ان کے ایمان و اخلاص کی صداقت پر کرم کی انتہا ہے۔

اگر حضور کی غرض (نعوذ باللہ العظیم) شہوت رسانی ہوتی جیسا کہ جھوٹے مستشرقین کا گمان ہے۔ تو آپ پچپن سال کی بوڑھی بیوہ کی بجائے فوجوان باکرہ عورتوں کو (جنکی کوئی کمی نہ تھی) اختیار کرتے لیکن سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تو شہامت۔ بہادری اور مروت میں اعلیٰ مثال تھے۔ اور آپ کی غرض فقط ان (حضرت سودہ) کی حمایت اور رعایت تھی تاکہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کفالت میں رہیں۔

۳۔ سیدہ عائشہ بنت ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے شادی کی تو آپ باکرہ تھیں اور آپ تمام امہات المؤمنین میں اکیلی ہیں جو کہ باکرہ کی حیثیت سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نکاح میں آئیں کسی اور باکرہ سے آپ نے شادی نہیں کی۔ آپ تمام امہات المؤمنین میں سب سے ذکی اور زیادہ یاد رکھنے والی تھیں بلکہ اکثر مردوں سے زیادہ علم والی تھیں اور علماء صحابہ میں سے بڑے بڑے صحابہ کی کثیر تعداد بعین مشکل احکام کے متعلق پوچھتے تھے تو آپ ان کے لیے وہ مسائل حل کر دیتی تھیں۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا جب کبھی بھی ہم اصحاب رسول پر کوئی حدیث مشکل ہوئی اور ہم نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے (اس کے متعلق) پوچھا تو ہم نے ان کے ہاں

ضرور (اس حدیث کے بارے) علم پایا۔

ابوالفضل نے مسروق کے واسطے سے کہا کہ میں نے حضور علیہ السلام کے اکابر صحابہ میں سے شیوخ کو دیکھا کہ وہ آپ (حضرت عائشہ) سے فرائض کے متعلق سوال کر رہے تھے۔

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا! میں نے حضرت عائشہ سے بڑھ کر علم طب، فقہ اور شعر کی عالمہ کسی عورت کو نہیں دیکھا۔ یہ کوئی عجیب بات نہیں کیونکہ حدیث کی کتب ان کے علم کثیر اور عقل کبیر کی شاہد ہیں۔ صحیح میں دو مردوں کے سوا کسی بھی مرد سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ احادیث روایت نہیں کی گئیں اور وہ دو (مرد) حضرت ابوہریرہ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔

حضور علیہ السلام باقی تمام ازواج میں حضرت عائشہ سے زیادہ محبت کرتے تھے لیکن تقسیم میں ان کے درمیان عدل فرماتے تھے۔ اور (خدا تعالیٰ سے) عزم کرتے تھے اے اللہ یہ میری تقسیم ہے جس کی قدرت رکھتا ہوں۔ تو اُس بارے میں مجھ سے مؤاخذہ نہ فرما جسکی قدرت نہیں رکھتا۔

جب آیت تخمیر نازل ہوئی تو حضور نے حضرت عائشہ سے ابتدا فرمائی اور انہیں کہا میں تمہارے سامنے معاملہ ذکر کر رہا ہوں پس تم کوئی بھی جلدی نہ کرنا حتیٰ کہ اپنے والدین سے مشورہ کر لو۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں حالانکہ حضور اچھی طرح جانتے تھے کہ میرے والدین مجھے آپ سے جدا ہونے کا حکم نہیں دے سکتے تھے (اس کے باوجود حضور نے مجھے اپنے والدین سے مشورہ کرنے کا حکم دیا) حضور نے ان کے سامنے یہ آیت تلاوت فرمائی۔
يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ إِن كُنْتُنَّ تُحِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا ثُمَّ

تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا۔ کیا میں اس معاملہ میں اپنے والدین سے رائے طلب کروں گی۔ میں تو اللہ اور اس کے رسول اور اخروی گھر کو چاہتی (پسند) کرتی ہوں آپ کا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مصاہرت کرنا ان پر بہت بڑا احسان اور اس دنیوی زندگی میں ان کا بہترین بدلہ تھا جیسا کہ وہ آپ کی سنت مطہرہ، فضائل زوجیت اور احکام شرعی کی اشاعت کا بہترین وسیلہ تھیں خاص طور پر ان مسائل کی اشاعت میں جو کہ خواتین سے متعلق ہیں جیسا کہ حکمت تعلیمیہ میں ذکر کیا ہے۔

۴۔ السیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہا

آپ سے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیوگی میں شادی فرمائی۔ آپ کے خاوند غنیم بن عذافہ انصاری غزوہ بدر میں سخت مصیبتیں برداشت کرتے ہوئے شہید ہو چکے تھے۔ وہ ان بہادروں اور ابطال میں شامل تھے جن کی بطولت، مردانگی اور جہاد کے بارے میں تاریخ نے سنہری صفحات تحریر کیے ہیں۔

آپ کے والد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (آپ کا رشتہ) پہلے حضرت رقیہ بنت رسول کی وفات کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے پیش کیا پھر حضور علیہ السلام نے آپ سے نکاح فرمایا۔ یہ آپ کے والد حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر بہت بڑا اکرم اور احسان تھا۔ امام بخاری نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت حفصہ غنیم بن عذافہ جو کہ بدر میں

شامل تھے اور مدینہ میں فوت ہوئے سے بیوہ ہو گئیں تو حضرت عمر
 حضرت عثمان سے ملے اور فرمایا اگر آپ چاہیں تو میں اپنی بیٹی
 حفصہ سے آپ کا نکاح کر دوں انہوں (عثمان) نے کہا کہ میں اپنے
 معاملہ میں سوچوں گا حضرت عثمان نے چند دن انتظار کیا اور جواباً فرمایا کہ
 میرے لیے شادی نہ کرنا بہتر ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا: میں نے
 ابو بکر کو کہا اگر آپ چاہیں تو میں آپ کا نکاح حفصہ سے کر دوں؟
 تو وہ خاموش ہو گئے اور میں نے ان کو عثمان سے بھی زیادہ مستغنی پایا انہوں
 نے چند دن انتظار کیا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حفصہ سے شادی کا پیغام
 بھیجا تو میں نے ان کا نکاح حضور سے کر دیا۔ مجھے ابو بکر ملے اور انہوں
 نے کہا کہ شاید آپ نے میرے بارے میں کچھ محسوس کیا ہے جبکہ
 آپ نے مجھ پر حفصہ (کے معاملہ) کو پیش کیا تھا اور میں نے آپ کو کوئی
 جواب نہیں دیا تھا۔ میں نے کہا جی ہاں۔ ابو بکر نے کہا کہ مجھے کسی بات
 نے جواب دینے سے منع نہیں کیا مگر مجھے علم تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 نے اُن کا ذکر کیا تھا اور میں آپ کے راز کو ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اگر
 حضور علیہ السلام ان (سے نکاح) کو ترک کر دیتے تو میں اُن کو ضرور قبول
 کر لیتا۔

یہ وہ شہادت ثابتہ بلکہ سچی مردانگی ہے جو حضرت عمر فاروق کے
 فعل میں ظاہر ہوتی ہے وہ چاہتے تھے کہ ان کی عزت محفوظ ہو جائے
 انہوں نے اس بات میں کوئی ذلت محسوس نہ کی کہ وہ اپنی بیٹی کو کف صالح
 پر پیش کریں کیونکہ شادی عمدہ اجتماع کے لیے بہترین وسیلہ ہے۔ آج
 ہم مسلمان احکام اسلام اور اسلام کے جمال و کمال سے جہالت کی وجہ سے

کہاں کھڑے ہیں؟ اپنی بیٹیوں کو اس وقت تک کنواریاں بٹھائے رکھتے ہیں جب تک کہ بہت مالدار اور کثیر ہرمائے والا شخص شادی کا پیغام لے کر نہ آئے؟

۵۔ سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

آپ سے حضور علیہ السلام نے حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا کے بعد شادی کی۔ آپ ہمیشہ مقدم رہنے والے شہید اسلام بطل جلیل حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوہ تھیں جو کہ اسلام کے پہلے معرکہ غزوہ بدر میں شہید ہو گئے تھے۔ جب آپ کے خاوند شہید ہوئے تو آپ اپنی توانائیاں زخمیوں کی دیکھ بھال اور مرہم پٹی میں صرف کر رہی تھیں اور خاوند کی شہادت نے ان کو اس فرض کی ادائیگی سے نہ روکا۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے ساتھ پہلے معرکہ میں مؤمنین کو فتح عطا فرمائی۔ جب رسول کریم علیہ السلام کو ان کے صبر، امداد ثابت قدمی اور جہاد کا علم ہوا اور کسی بھی شخص کو ان کی عیال داری پر آمادہ نہ پایا تو ان کو شادی کا پیغام دیا اور انہیں پناہ عطا فرمائی۔ اور ایک معین و مددگار کے ان سے غقطع ہو جانے کے بعد ان کی دل جوئی فرمائی۔

شیخ محمد محمود صواف اپنے رسالہ ”زوجات النبی الطاہرات“ میں ان کے خاوند کی شہادت کی عظمت و بلندی کے قصہ کو ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

اور آپ کی عمر (حضرت زینب بنت خزمہ) حضور کی زوجیت میں آنے کے وقت ۲۰ برس کو پہنچ چکی تھی اور حضور کے ہاں انہوں نے صرف دو سال عمر پائی پھر آپ کا انتقال ہو گیا۔

جھوٹوں نے اس شادی اور اس کی عمدہ غرض کو نہ سمجھا کیا اس شادی میں انہوں نے کوئی بات پائی کہ کذاب افک کا مظاہرہ کر سکیں؟ کیا انہوں نے ہوئی یا شہوت کا کوئی اثر پایا کہ وہ رحمۃ العالمین رسول اللہ ﷺ کی شرافت و پاکیزگی، عظمت و رحمت اور فضل و احسان تھا۔

خود غرض متشرعین کو اللہ رب العزت سے ڈرتا چاہیے۔ علمی امانت کو اختیار کرنا چاہیے اور پُرے مقاصد کے لیے خیانت نہیں کرنا چاہیے کہ انہوں نے گمراہی اختیار کی اور علوم اسلامی کو صرف اور صرف عداوت، مکرو فریب اور حضور علیہ السلام کی عظمت کو کم کرنے کے لیے پڑھا۔

۶۔ السیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ثیبہ حالت میں شادی کی وہ آپ حضور کی بھوپھی زاد بہن تھیں پہلے آپ کے ساتھ حضرت زید بن حارثہ نے شادی کی پھر انہوں نے آپ کو طلاق دے دی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ایسی حکمت کی بناء پر ان سے شادی کی جس سے بڑی حکمت آپ کی ازواج میں سے کسی کے ساتھ بھی شادی کرنے میں نہیں تھی اور وہ (حکمت) تبتی (یعنی بیٹا نہ لیتا)

کی بدعت کو ختم کرنا تھی جس طرح کہ اس کی مضاحمت حکمت تشریع کے ذکر میں ہوئی ہے۔

اور مکار مستشرقین اور ان کے دین سے نکلے ہوئے دم چھلوں کو جو کہ تنگدل، اسلام اور نبی اسلام پر التزام تراشی کرنے والے ہیں کے لیے یہ بات پسند ہے کہ وہ حضور کے حضرت زینب سے شادی کے قصہ سے نبی کریم علیہ السلام کی ذات مقدسہ میں طعن و تشنیع کے تیر پھینکیں اور جھوٹی باتوں کو بعض ان اسرائیلی روایات کے سبب سچ سے مزین کریں جو کہ بعض کتب تفسیر میں مذکور ہیں۔

انہوں نے گمان کیا۔ نہایت ہی جبرالمان کیا کہ بے شک نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زید کے گھر کے قریب سے گزرے تو وہ غائب تھے نبی پاک علیہ السلام نے حضرت زینب کو دیکھا اور انہیں پسند کیا اور آپ کے دل میں (حضرت زینب کے متعلق) کوئی بات واقع ہوئی اور آپ نے فرمایا۔ سبحان مقلب القلوب۔ پاک ہے دلوں کو پھیرنے والا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے یہ بات سنی جب جب ان کے غاوند آئے تو جو بات حضور سے سنی تھی وہ انہیں بتلا دی۔ انہوں نے یہ بات جان لی کہ حضور کے دل میں ضرور کوئی بات واقع ہوئی ہے وہ حضور کی بارگاہ میں طلاق کے ارادے سے حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی اہلیہ کو اپنے لیے روکے رکھو حالانکہ آپ کے دل میں اس کے علاوہ دوسری بات تھی لہذا حضرت زید نے اس وجہ سے کہ حضور ان سے شادی کر لیں حضرت زینب کو طلاق دے دی۔

ابن عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تفسیر احکام القرآن میں اس غلط دعویٰ کا رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ان (مستشرقین) کا یہ قول کہ حضور تے حضرت زینب کو دیکھا تو ان کے دل میں کوئی (بری) بات واقع ہوئی یہ باطل ہے۔ کیونکہ آپ تو ان کے ساتھ ہر وقت اور ہر جگہ رہتے تھے اور ان دنوں پر دے کا حکم بھی نہیں تھا تو آپ کیسے ان کے ساتھ زندگی گزارتے تھے کہ ہر وقت ان کو دیکھیں بھی اور آپ کے دل میں کوئی غلط بات بھی واقع نہ ہو لیکن جب ان کا خاوند ہو کہ اپنا آپ انھیں بہہ کر چکی ہیں تو اس وقت کوئی بری خواہش کیسے پیدا ہو سکتی ہے۔ ایسے پاکیزہ قلب اقدس میں اس طرح کا فاسد خیال آنے سے اللہ تعالیٰ کی بچاؤ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے۔

”وَلَا تَمْدَدْ عَيْنُكَ إِلَى مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مَتَّهِوْزَةً“

الحیوة الدنیا لفتنہم فیہ“ آیت طہ نمبر ۱۳۱۔ توجیہ:۔ اور سننے والے اپنی آنکھیں نہ بھیلے اس کی طرف جو ہم نے کافروں کے جڑوں کو تبر کیلئے دی تھی جیتی دنیا کی تازی کہ ہم اپنی اسٹیج والیں ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے ان اسرائیلی روایات کا تعاقب کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ یہ سب احادیث ایسی ہیں کہ جنکی استناد ساقط ہیں۔

محترم قاضی بھائیو!

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تاریخ اور آپ کی حضرت زید سے شادی کی حکمت میں ایک گہری نظر سے آپ کو معلوم ہو گا کہ ہم اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ حضرت زید اور زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان ناخوشگوار تعلقات حالت اجتماعی میں واضح اختلاف کی وجہ سے تھے کیونکہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک معزز خاندان سے تھیں

اور حضرت زید پہلے غلام تھے۔ اللہ تعالیٰ حضرت زید سے شادی کے ذریعے ان کا امتحان لینا چاہتا تھا تاکہ جاہلیت کی عصبیت اور شرافت کو ختم کیا جائے اور اسلام نے دین و تقویٰ میں شرافت کو شرف قرار دیا ہے۔ جب حضور علیہ السلام نے حضرت زینب کے سامنے حضرت زید سے شادی کا معاملہ پیش کیا تو انہوں نے اپنے صاحبِ ثوب و شرف ہونے کے سبب انکار کیا اور ناپسند کیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد پاک نازل ہوا۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَىٰ اللَّهُ وَرَسُولُهُ

أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمَا الْخِيَاةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِينًا (الاحزاب ۳۶)
ترجمہ :- اور نہ کسی مسلمان مرد و نہ مسلمان عورت کو پہنچتا ہے کہ جب اللہ اور رسول کو حکم فرمادیں تو انہیں اپنے معاملہ کا کچھ اختیار رہے اور جو حکم نہ مانے اللہ اور اس کے رسول کا وہ بے شک مرتد و گمراہی ہوگا (اس کے بعد) حضرت زینب نے حضور کے حکم پر تسلیم خم کر دیا اور روح کے بغیر اپنا جسم حضرت زید کے سپرد کر دیا اور اس سپردگی کے پیچھے تکلیف و الم موجود تھا۔

نبی کریم حضرت زینت کو صغریٰ سے ہی جانتے تھے کیونکہ وہ آپ کی چھوٹی زاد بھین تھیں تو کون تھا جو ان کو حضور (کے سامنے آنے) سے منع کرتا۔ تو ایک انسان کسی شخص کے لئے کوئی یا کرہ عورت کیسے سامنے کرتا ہے اور جب وہ اس سے شادی کر لے اور وہ (عورت) شیبہ بن جائے تو پھر اس میں رنجیب کرے؛ حقیقت یہی ہے کہ یہ بے عقل قوم ہے جو کہ ایسی غیر معقول بات کرتے ہیں جسکو یہ نہیں جانتے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات

پر جھوٹ و افترا بہتان تراشی اور گمراہ کن باتیں کرتے ہیں۔ پھر ان کی اس بات کی طرف دیکھو جو یہ کہتے ہیں کہ نبی پاکؐ نے جو چیز دل میں چھپائی وہ آپؐ کی زینب کے ساتھ محبت تھی اسی وجہ سے آپؐ کو سزا دی گئی، کیا ایسا بہتان بھی عقل تسلیم کر سکتی ہے؟ اور کیا اس بنا پر بھی کسی شخص کو سزا دی جاسکتی ہے کہ اُس نے اپنے پڑوسی کی وجہ کے ساتھ محبت کو ظاہر نہیں کیا؟ سبحانک هذا بہتان عظیم۔ پھر آیت اس معاملہ میں مکمل طور پر صریح اور واضح ہے کیونکہ آیت میں یہ بات مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ عنقریب وہ بات ظاہر کریگا جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چھپائی (وَتَحْقِقُ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْہِ) تو اللہ تعالیٰ نے کیا ظاہر فرمایا؟ کیا حضورؐ کی محبت کو ظاہر فرمایا یا کہ آپؐ کے زینب کے ساتھ عشق کو؟ نہیں ہرگز نہیں بلکہ وہ چیز جس کو اللہ تعالیٰ نے ظاہر فرمایا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ شادی کے حکم خداوندی کو پورا کرنے کی رغبت تھی تاکہ بتنی کے حکم کو باطل کیا جائے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم منافقین کی زیان دہرازی سے ڈرتے تھے کہ وہ یہ کہیں گے! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے بیٹے کی بیوی سے شادی کی ہے اسی لیے باری تعالیٰ نے اس چیز کی صراحت فرمائی جو حضورؐ نے چھپائی تھی (فَلَمَّا قَضٰی زَيْدٌ مِّنْہَا وَطَرًا ذَوْنًا کَہَا لَکِیْلًا یَّکُوْنَ عَلٰی الْمُؤْمِنِیْنَ حَوَیْجٌ فِیْ اَزْوَاجٍ اُوْعِیَا بَہُمْ) اس طرح کا ذہین کے جھوٹے گمان بھی ان باطل کو نیست و نابود کر دینے والے دلائل اور براہین ساطعہ کے سامنے باطل ہو جاتے ہیں جو (دلائل وبراہین) حضور سید المرسلین کی عصمت پر اور ان چیزوں سے آپؐ کی نزہت و طہارت پر دلالت کرتے ہیں جن کے ساتھ پلید اور خود غرض لوگوں نے آپؐ کو ملانے کی ناپاک کوشش کی ہے۔

۷۔ السیدہ ام سلمہ ہند المخزومیہ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بیوہ ہونے کی حالت میں شادی فرمائی۔ آپ حضرت عبداللہ بن عبدالاسد کی بیوہ تھیں جو کہ سابقین مسلمانوں میں سے تھے اور انہوں نے حبشہ کی طرف ہجرت بھی کی آپ (ام سلمہ) نے ان سے شادی کی اور اپنے پروردگار سے راہ قرار اختیار کرتے ہوئے آبائی وطن سے نکل گئیں اس دوران آپ سے اولاد بھی پیدا ہوئی۔ آپ کے شوہر نے غزوہ اُحد میں جام شہادت نوش کیا، ان کے بعد آپ اور چار یتیم بچے کسی کفیل اور عیال داری کرتے واسے کے بغیر رہ گئے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی ایسے شخص کو نہ پایا جو اپنی نسبت ان کی طرف کرے اور نہ ہی کوئی ان کی اور ان کی اولاد کی کفالت کرنے والا پایا سوائے اس بات کے کہ آپ ان سے نکاح فرمائیں۔ جب آپ علیہ السلام نے ان کو شادی کا پیغام بھیجا تو انہوں نے آپ سے معذرت کرتے ہوئے عرض کی کہ میں بوڑھی ہوں، (چار) یتیموں کی ماں ہوں اور شدید غیرت مند ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جوابی پیغام میں یوں ارشاد فرمایا! رہے یتیم تو میں ان کو اپنے سینے سے لگاؤں گا اور دُعا کرتا ہوں کہ وہ تمہارے دل سے (دوبارہ شادی کرنے کی) غیرت کو ختم کر دے اور بڑھاپے کی مجھے کوئی پرواہ نہیں! ان کی رضامندی کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی فرمائی اور ان کے یتیم بچوں کی تربیت فرمانے لگے اور اپنے قلب مشفق کو ان کے لیے اور وسیع فرمایا یہاں تک کہ انہیں اپنے (حقیقی) باپ کے فوت ہونے کا کوئی غم نہ رہا کیونکہ ان کے باپ سے زیادہ رحیم و کریم (یعنی

حضور علیہ السلام) باپ انہیں بدلے میں مل گیا تھا۔

اور حضرت ام المومنین میں شریف نسب، باعزت گھر اور اسلام لانے میں سبقت جیسی باتیں مجتمع ہونے کے علاوہ انھیں یہ فضیلت بھی حاصل تھی کہ آپ بہت عمدہ مشیرہ (رائے دیتے والی) تھیں اس سلسلہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مسلمانوں کے معاملات سے متعلق ان اہم چیزوں کے بارے میں مشورہ فرمانا بطور دلیل کافی ہے جنہوں نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو غلبہ و پریشانی کر رکھا تھا۔ اس پر جو چیز اشارہ کرتی ہے وہ صلح حدیبیہ کا واقعہ ہے کہ اس واقعہ میں مشرکین کے ساتھ ان شرائط پر دست سال تک جنگ نہ کر نیکی بات شامل تھی جو کہ مشرکین نے پیش کی تھیں جس کی وجہ سے مسلمان بہت متاثر ہوئے اور انہوں نے باوجودیکہ وہ اپنی عظمت کی بلند یوں پر تھے ان شرائط صلح میں اپنے حقوق کا غضب ہونا خیال کیا۔ اس صلح کے اثر کی بناء پر حبیب حضور علیہ السلام نے مدینہ واپس جاتے کے لئے حلق یا قفر کرانے کا حکم دیا تو انہوں (صحابہ) نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر عمل کرتے میں حقوڑا سا تردد کیا اور کسی نے بھی (خوفاً) اس پر عمل نہ کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زوجہ محترمہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لائے اور انہیں فرمایا لوگ ہلاک ہو گئے۔ میں نے انہیں حکم دیا ہے لیکن انہوں نے اس پر عمل نہیں کیا۔ یہ بات اُن (ام سلمہ) پر گراں گزری اور آپ سے عرض کیا کہ آپ ان کے پاس تشریف لے جائیں اور ان کے سامنے اپنے سر کا حلق کرائیں اور اس یقین کا اظہار کیا کہ اس وقت (آپ کو حلق کرواتے ہوئے دیکھ کر) وہ اقتداء کرنے میں کوئی تردد نہیں کریں گے کیونکہ انہیں یہ معلوم ہو جائے گا کہ یہ ایسا امر ہے جس پر عمل کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہے۔ اور ایسا ہی ہوا کہ جو نبی

جسٹور صلی اللہ علیہ وسلم یا ہر تشریف اور علاقہ کو سرکا حلق کرنے کا حکم دیا تو سب آپ کی اقتداء کرنے میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش میں مصروف ہو گئے اور سب نے حلق کروایا اور احرام کھول دیئے اور یہ سب کچھ اُمّ المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مشورہ سے ہوا تھا۔

سیدہ (امّ حبیبہ) رملہ بنت ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ہجرت کے ساتویں سال جسٹور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امّ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شادی فرمائی کہ بیوہ تھیں اور ان کے شوہر عبید اللہ بن جمش حبشہ میں انتقال کر گئے تھے۔ اور نجاشی نے انکی شادی جسٹور علیہ السلام کے ساتھ کرائی اور جسٹور کی طرف سے چار ہزار درہم مہر ادا کیا اور ان کو شریل بن حسہ کے ہمراہ جسٹور کی خدمت میں بھیجا اور حضرت امّ حبیبہ سے شادی کی حکمت پیچھے بیان ہو چکی ہے۔

سیدہ جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا

نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نبی مصطفیٰ کے سردار حارث بن ہزار کی بیٹی جویریہ سے جو کہ مسافع بن صفوان کی بیوہ تھیں شادی کی اور مسافع بن صفوان واقعہ مہر لیمع والے دن قتل ہو گیا تھا اور ان کو اکیلا چھوڑ گیا تو یہ قیدی بن کر مسلمانوں کے ہاتھوں میں آئیں ان کا خاتمہ اسلام کے بدترین اور جسٹور کے سخت دشمنوں میں سے تھا اور ان سے شادی

کی حکمت بھی پہلے بیان ہو چکی ہے جیسا کہ حکمتِ سیاسیہ کے متعلق گفتگو میں صفیہ بنت حبیب بن اخطب کے بارے میں بات ہوئی۔

سیدہ مسمیۃ بنت الحارث المہملیۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ان کا پہلا نام بڑھ تھا تب ہی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام مسمیۃ رکھا اور آپ حضور کی آخری زوجہ تھیں اور آپ کے بارے حضرت عائشہ نے فرمایا غور سے سو: وہ ہم میں سے سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والی اور صلہ رحمی کرنے والی تھیں۔ آپ (ابی رہم بن عبد العزیٰ) کی بیوہ تھیں اور یہ بات ثابت ہے کہ حضرت عباس نے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے شادی کرنے میں راضی کیا تھا۔ اور ان سے شادی کرنے میں جو نیکی۔ احسان اور ان کے اس خاندان کی عزت تھی کہ جنہوں نے آپ کی مدد اور حفاظت کی تھی، محنتی نہیں ہے۔

میرے محترم! یہ ہے اہبات المؤمنین۔ زوجات الرسول کے متعلق ایک (مختصر) خاکہ کہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کی محبت سے معزز بنایا اور مؤمنین کی مائیں قرار دیا اور اس خطاب سے مخاطب فرمایا۔

يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِنَ النِّسَاءِ اِنَّ اَتَقَتْنَ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا مَعْرُوفًا! الْآيَةُ الْاَحْزَابِ نَمْبَر ۳۲

ترجمہ :- اے نبی کی بیویو تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر اللہ

سے ڈرو تو بات میں ایسی نرمی نہ کرو کہ دل کا روگی کچھ لالچ کرے ان
اچھی بات کہو۔

نبی پاک کی ان (ازواج مطہرات) سے شادی بہت سی حکمتوں کے
سبب تھی ان میں آپ نے دینی و شرعی مصلحتوں کا لحاظ فرمایا اور تالیفِ قلوب
کا ارادہ فرمایا (جس کی وجہ سے) بہت سے قبائل اور معزز خاندانوں کو اسلام کی
طرف راغب فرمایا۔

حضرت سیدہ عائشہ کے علاوہ تمام ازواج مطہرات بیوہ تھیں۔ آپ
نے ہجرت کے بعد ان سالوں میں متعدد شادیاں کیں جن میں مسلمانوں اور
مشرکین کے درمیان جنگیں شروع ہوتی بہت زیادہ قتل و قتال ہوا یہ سن ۲ ہجری
سے سن ۸ ہجری کا عرصہ ہے جس میں مسلمانوں کی مدد مکمل ہوئی اور ہر شادی میں
کذاب اور ذلیل لوگوں کے خلاف ہمارے لیے آپ کی کامیابی شہامت و فطرتِ مقصد
اور احسان کی خوبصورتی پر زبردست دلیل ظاہر ہوتی ہے (بر خلاف اس
بات کے جو کہ کذاب اور ذلیل لوگ کہتے ہیں کیونکہ اگر نفسانی خواہشات
کا نبی پاک کے دل پر غلبہ ہوتا تھا تو آپ بڑھاپے کی بجائے جوانی میں
شادی کرتے۔ (بیواؤں کی بجائے) باکرہ خواتین سے شادی کرتے۔ لیکن یہ
(مستشرقین کی کجواسات) تو وہ کیا ہی (اندھیرا ہے) ہے جس نے مغربی
مستشرقین کے دلوں کو بھر رکھا ہے اور انہیں واضح حق کی روشنی سے
اندھا کر دیا ہے اللہ تعالیٰ نے خوب سچ فرمایا۔

بَلْ نَقْذِرُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ